UNIVERSAL LIBRARY
OU_188928
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۵۱۳۱ Accession No. U 1177

Author جامی، عبدالرحمن P. G.

Title ترجمہ منظوم یوسف زلیخای (اردو)

This book should be returned on or before the date last marked below.

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ محلہ ... ٹولہ نمبر

یوسف زلیخای

اردو

باہتمام احقر العبید راجی رحمت رب حمید محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الرشید

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع گردید

کارخانہ سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بکفایت و جلد بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ ہوتی ہیں
المشتہر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ ... 1177

وہ تھے معصوم انکے آل اطہار | درود انپر جو ہین اصحاب و انصار
مجدد دین کے پاکیزہ گوہر تھے | او وان کی آل اس کے بارہ در تھے
نبی کی آل پر جان وارجاے | وہ اس بارہ دری سے پار جاے
صحابہؓ جو ہین حضرت کے فدائی | ہو راضی جن سے محبوب الٰہی
ثنا مین انکی گذرے صبح اور شام | زبان حال سے بس یہ رہے کام

سبب تالیف کتاب

عجب مین ایک دن بیٹھا تھا مسرور | جہان کے سب علاقے دل سے تھے دور
نہ دل مین غم نہ تھی خاطر مین کچھ فکر | نہ اپنا کوئی تھا نے غیر کا ذکر
عجب دل میرا تنہائی مین تھا شاد | جہان کی فکر سے جون سرو آزاد
پسند آیا وہ تنہائی کا عالم | بہت بھایا وہ زیبائی کا عالم
صفائی کی جو مجلس تھی وہان پر | فقط اک شمع مونس تھی وہان پر
کئی پروانے اسکے گرد بیتاب | پڑی تھی جسکے دلمین شمع کی تاب
تو سوچا دل مین یہ شمع شب افروز | رفیقون سے جہان کے بس ہے دلسوز
رفیق بزم کی گر کچھ ہوس ہے | رفاقت کے لیے یہ شمع بس ہے
عجب دلسوز ہے اور یار غمخوار | سرہانے صبح تک استادہ بیدار

خدا سے مغفرت عقبیٰ مین پاوے ۔ کتاب اپنی لیے جنت مین جاوے

یہ قصہ ایسا ہی باعز وشان ہے ۔ کہ جس قصے کا قرآن مین بیان ہے

خدا کے ہی پیمبر کی کہانی ۔ ہے اس قصے مین یہ فیض ونہانی

اگر صدق ویقین دل سے اکبار ۔ کوئی سُن لے جو اس قصے کے اسرار

تو جو نیت کرے دل مین وہ پاوے ۔ خدا سے اُس کا ہر مقصد بر آوے

جو کچھ مانگا وہ حق سے مین نے پایا ۔ ہزارون شکر ہے اُس کبریا کا

جو قصے مین سخن ہے فوج در فوج ۔ تو دریائے سخن ہے موج در موج

ہین ہر اک موج سے گوہر نکالے ۔ ہین انداز عشق کے اُسکے نرالے

ہر اک مصرع لطیفے کے خیالات ۔ ہی ہر اک لفظ مین رمز اور اشارات

اسے سمجھے وہی جو ہوش در ہے ۔ جسے رمز اور اشارون کی خبر ہے

اسے سونپا ہے اب مین نے خدا کو ۔ خدا سے مانگتا ہون اس دعا کو

کہ ہو مقبول ارباب جہان مین ۔ ملے ہر اک کو فیض اس داستان مین

فگار اب طول سے دم آیا عاری ۔ کرو ختم اب کہین ہے انتظاری

کیا ہے عشق نے بیتاب دل کو ۔ نہین اس سے زیادہ تاب دل کو

آغاز داستان تولد ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کا کنعان مین بخانہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور پرورش پانا

وہ تھا رشک پری حسن خداداد ۔ تصدق جسپہ ہون شیرین و فرہاد

جسے حور دیکھکر تھا تھرتھرایا ۔ جگر پر مہ نے جسکا داغ کھایا

عیان اسکی ہوا صورت مین آکر ۔ نمونہ قدرت حق کا تھا یکسر

عجب وہ حسن حیرت کا مکان ہی ۔ کہ عقل و ہوش سب حیران جہان ہی

فرشتے غش ہوئے دیکھ اسکو ناگاہ ۔ عجب کچھ حسن تھا اللہ اللہ

نظر نے اسپہ یہ سوگند کھائی ۔ کہ آتی ہے نظر مجھکو خدائی

وہ اس مین آپ ہی آکر سمایا ۔ چھپا کر آپ کو یوسف بنایا

غرض یعقوب نے یوسف کو پاکر ۔ کیا سجدہ خدا کا سر جھکا کر

جو دیکھا مان نے ایسا ماہ تابان ۔ ہوئی سو جان سے وہ اسپہ قربان

سپند آسا جلا کر دل کو اسپر ۔ بلا گردان ہوئی اسپر سراسر

جب اسنے شیر سے لب اسکا دھویا ۔ شکر کو جاکے پانی مین ڈبویا

نہ تھی اک پل جدا نظروں سے کرتی ۔ بلائین لیکے ہر دم اسپہ مرتی

ہوئے یوسف جو اسکے گھر مین پیدا ۔ بنایا پالنا یون اسنے انکا

جڑاؤ پالنا نقشی ڈوری ۔ ستارے جسکو دیکھین چوری چوری

ملائک پالنا آکر ہلاتے ۔ فرشتے اوس فرشتے کو کھلاتے

چھپر کھٹ واسطے اسکے بنایا ۔ مرصع کار مینا اور طلا کا

پھوپھی نے جب بھتیجا ایسا پایا
تو تحت دل کو سینے سے لگایا

سدا رہتی تھی خوش اس ماہرو سے
تصدق ہوتی اسکی گفتگو سے

ہوا پھر ایسا اسکو عشق پیدا
دل و جان سے ہوئی یوسف پہ شیدا

کبھی دن جب رہا نظروں سے وہ دور
ہوئے یعقوب اسکے غم سے مجبور

جدائی سے جو تھے یوسف کی بریان
کہا جا کر بہن سے ہو کے گریان

کٹھن ہے مجھکو یوسف کی جدائی
کرو اس درد کی میری دوائی

مجھے یوسف کو دو ورنہ الم سے
قریب مرگ ہونگا اسکے غم سے

ہوا ناسور اس کا داغ مجھکو
نہ بستی بھاتی ہے نہ باغ مجھکو

کیا یہ سنکے خواہر نے فکر و پیچ
کہ کیونکر دوں اب ہاتھوں سے یہ گنج

مرے جینے کی ہوگی کون صورت
چلی جائیگی جب یہ پیاری صورت

تو پھر باطن میں کی حیلہ نمائی
بظاہر بولی تم لے جاؤ بھائی

بلا کر جلد پھر اس سیمتن کو
سنوارا اسکی زلف پرشکن کو

وہ دو زلفیں جو اسکی تھیں گرہ گیر
ہوئیں خورشید کی گردن کی زنجیر

لباس اس سیمتن کو پھر پنھایا
کتان میں ماہ کو گویا چھپایا

سجیلا تاج اک پر زیب و زریں
رکھا فرق مبارک پر بہ تزئین

کمر بند اس نے پھر اک وہ منگایا
کہ میراث پدر میں تھا جو پایا

وہ چور اپنا پکڑ کر گھر مین لاتا | غلام اپنا اُسے لاکر بناتا
گیا اس حیلے سے اُسنے یہ سامان | لے آئی اسکو اپنے گھر مین شادان
کیا دیدار سے آنکھون کو روشن | ہوا گھر اُس کا رشک صحن گلشن
گذر اُسپر گئی جب ایک مدت | تو اُس بیدل نے کی دنیا سے رحلت
گیے یوسف کو لے یعقوب گھر مین | اُسے رکھنے لگے اپنی نظر مین
ہوئے اسطور سے مائل وہ انپر | کہ سب فرزند ہونے دل سے یکسر
عجب صورت تھی اُس آئینہ رو کی | عجب کچھ شکل تھی اُس نیکخو کی
کہ اسکو خواب مین دیکھا جو اکبار | زلیخا ہو گئی اسکی گرفتار
وہ یوسف خواب مین جو ہاتھ سے دل | تو اسکو دیکھ دل کیون ہو نہ مائل
رہی ہے اس جگہ تک یہ حکایت | سنو آگے زلیخا کی روایت

داستان پیدا ہونا زلیخا کا اور بیان اُسکے حسن زیبا کا

لکھی ہے راویون نے یون کہانی | دکھائی اس طرح سے زرفشانی
کہ تھا مغرب زمین مین اک شہنشاہ | تھا اہل ملک و مال و عزت و جاہ
سکندر رتبہ و دارائے ثانی | بسر کرتا خوشی سے زندگانی
جہان کی خواہشین سب اسکو حاصل | نہ پاتا کوئی دل مین خواہش دل
سدا رہتا تھا وہ با نام و ناموس | شہ عالی نسب نام اُسکا طیموس

عجب

عجب وہ لب تھے اور دندان رنگین | نمایان ہو شفق مین جیسے پروین
ہوا بیقدر جسکے آگے یاقوت | جو زہرہ دیکھے تو بجائے ہاروت
عجب چاہ زنخدان تھا وہ اسکا | ہون جس سے بہرہ ور خضر و مسیحا
غضب تھی رخ پہ شکل مار کاکل | کنوان ٹھنڈی ہے یا پیمانۂ مل
صفا مین اسکی گردن مثل کافور | یہ قدرت کا اک فوارۂ نور
تھے بازو حسن کے دریا کی ماہی | جو تھے پر نور از نور الٰہی
کف دست اسکے رنگین تھے جو گل سے | ہو جیسے محو بلبل شور و غل سے
قلم سے اپنی انگشتون کے یکسر | قلم زن تھی محبت سے دلون پر
خمیر نور سینے کی صفائی | وہ صبح نور کی تھی روشنائی
نہ پوچھو وصف پستان کیا کہون مین | کھلونا دست قدرت کا بنی ہین
سر پستان سے لیکر اسکی تا ناف | برنگ گل تھا نرم اور نازک و صاف
ہوئی ہے فکر ناف اسکی مین نایاب | عجب ہے حسن کے دریا کا گرداب
کہان ہوش اس کمر کی فکر تک جائے | سر مو جو گرے اسپر لچک جائے
کمر کے نیچے کیا جانون کہ کیا ہے | یہان حیرت کا پردہ پڑ گیا ہے
کہان ہے غیب دانی مجھ مین ہیہات | کہون کیونکر کہ ہے پردے کی یہ بات
وہ زانو جون عمود صبح خندان | وہ دو ساق با مثال شاخ مرجان

خواب مین دیکھنا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کو پہلی بار اور فریفتہ ہونا

وہ شب کی دیکھ زیبائی زلیخا — پلنگ پر بہر خواب آئی زلیخا

گلون مین گلبدن وہ جاکے سوئی — ملی اُس گل سے گل کو خوشبوئی

رکھا سر اُسنے جب بالائے بالین — ہوئین کچھ آنکھین محو خواب شیرین

کہون کیا خواب اُس سرو روان کا — کہ دیکھا اُسنے منھ اک نوجوان کا

عجائب شکل ایسی تھی کہ جسکو — کسی نے خواب مین دیکھا نہین ہو

قد اُسکا سرو بستان جوانی — لب اُسکے بحر آب زندگانی

وہ حسن اسکا وہ ابروے سیہ تاب — کہ جسکے جلوے سے دل ہووے بیتاب

جھلک اپنی ذرا جسکو دکھاوے — قیامت تک نہ اُسکو ہوش آوے

نہین انسان نے صورت یہ پائی — نظر مین جو زلیخا کی تھی آئی

نہ صورت حور کی نے تھی پری کی — عجب کچھ شکل تھی جادوگری کی

کرشمہ آنکھ مین لب مین تبسّم — چلا آیا کا یک بے توہّم

زلیخا خواب مین دیکھ اُسکی صورت — بنی حیرت سے اک مٹی کی مورت

جو دیکھا اُسکو اک زیبا شمائل — ہوئی سو جان سے اُسپر وہ مائل

لگا سینے مین اُسکے عشق کا تیر — پڑی اب عشق کی پاؤن مین زنجیر

سمجھ کر دل مین اُسکی خوبروئی — وہ اُسکے گیسوؤن کی عطر بوئی

اُسے جب دیکھکر حیران ہوئی وہ — بشکل قالب بیجان ہوئی وہ

جگر مین مارا اپنے عشق کا تیر | چھپا لی مجھسے پھر کیون اپنی تصویر
یہی ہوتی ہے طرز آشنائی | جو کچھ کی تو نے مجھسے بیوفائی
نہ نام اپنا بتایا نے وطن کا | نہ پاس آیا تجھے اس خستہ تن کا
جہان گو عشقبازی کا مکان ہے | کوئی پر بے نصیب ایسا کہان ہے
کہان دیکھون تجھے جاؤن نہین کس دیس | فقیرانہ بنا کر اپنا اب بھیس
کہان رہتی تھی خوش اپنے محل مین | یکایک پڑ گئی مین اس خلل مین
نہین کچھ عشقبازی کی خبر تھی | میسر خرمی شام و سحر تھی
نہین کچھ غم تجھے اس مبتلا کا | بتا تو یہ ارے ظالم کیا کیا
نہین اب نیند بھی ہے مجھکو آتی | جو تجھکو اس بہانے سے بلاتی
خدا جانے مآل کار کیا ہو | نظر آتے ہین بد اطوار کیا ہو
یہی کہتی تھی رو رو کر زلیخا | پڑی رہتی تھی بستر پر زلیخا
کہان ہے وہ ہنسی اور مسکرانا | کہان وہ سیر کو باغون مین جانا
وہ زلفون مین کہان بے تاب اسکی | کہان آنکھون مین ہے اب خواب اسکی
کہان وہ چلبلاپن اور وہ انداز | کہان ہین وہ ادائین اور وہ ناز
وہ چہرے پر جو تھا گل کیطرح رنگ | ہوا زرد اور ہوئی از بس وہ دلتنگ
ہوا پیدا جو اسکے دل مین اک درد | نکلنے آہ سینے سے لگی سرد

نہ تھی اک پل جدا گودی سے کرتی ۔ بلائین تیری تھی لے لے کے مرتی

تجھے گودی مین اپنی پرورش کی ۔ فدا کرتی رہی مین جان اپنی

سدا مین شیر سے دھوتی تھی لب کو ۔ پلاتی دودھ تجھ عالی نسب کو

تجھے گہوارے کے اندر سلا کر ۔ تصدق اپنی جان کرتی تھی تجھپر

تو اٹھتی نیند سے جب ہوکے خرسند ۔ جلاتی دل مین اپنا مثل اسپند

اسی صورت مین ابتک اے سمن بر ۔ فدا کرتی ہون ابتک جان تجھپر

خدا نے اب مجھے یہ دن دکھایا ۔ جوانی کا تری اب وقت آیا

تجھی پر عمر ہے مین نے گنوائی ۔ ضعیفی سر پہ ہے اب میرے آئی

محبت سے تری ہون مین لبالب ۔ نہ ہوگی میری الفت بھی تجھے کب

مین اب یہ دست بستہ کرتی ہون عرض ۔ ہوا یہ عرض کرنا ہی مجھے فرض

تو مجھکو راز دل اپنا جتا اب ۔ حقیقت اپنی سب مجھکو بتا اب

ہوا دل پر ترے کس کا اثر ہے ۔ کہ جس سے حال تیرا ابتر ہے

وہ کون ایسا ہے یہ بتلا تو مجھکو ۔ کیا دیوانہ جس نے ایسا تجھکو

ذرا اس کا نشان مین سن تو پاؤن ۔ اگر ہو عرش پر جا کر لے آؤن

فرشتہ ہو تو فن کر کے وہان سے ۔ مین لے آؤن زمین پر آسمان سے

اگر ہو دیو پری افسون مین پڑھکر ۔ کرون بند اسکو مین شیشے کے اندر

پری مین ایسی کب جلوہ گری ہے | نہین وہ دیو اور نے وہ پری ہے
پری اور دیو کا کب ہے یہ مقدور | کہ ایسا چہرہ روشن ہو پر از نور
پری کے حسن مین کب یہ اثر ہو | کہ دل بیتاب جس سے اسقدر ہو
کہا دائی نے اے رشک صنوبر | مجھے تو بس یہی ہوتا ہے باور
سنی ہو تم نے یہی شاید کہ یہ بات | مثل مشہور ہے خواب و خیالات
بھلا دو دل سے اپنے واہمے تم | کرو دور اپنے دل سے یے توہم
نصیحت مان لے تو اے مری جان | خیال خواب سے مت ہو پریشان
زلیخا نے کہا تب اس سے رو کر | نہین مین اپنے قابو مین ہون مادر
مرے دل پر پڑا ہے تیر کاری | ہوئی ہے زندگی اب مجھکو بھاری
نصیحت سے مرا گذرا ہے اب کام | نصیحت کا خیال اب ہے یہان خام
پڑا ہے ایسا داغ یار دل پر | نصیحت ہے بجاے خار دل پر
زلیخا عشق مین تھی بس کہ محکم | یہ دائی دیکھ اٹھی با چشم پرنم
پدر سے اسکے کہکر سب یہ حالات | کہا ہے یہ غضب ہیہات ہیہات
ہوا یہ بات سنکر شاہ محزون | کیا اس رنج سے اپنا جگر خون
نہ آئی ذہن مین کچھ اسکے تدبیر | کہا جو کچھ کرے ہے اسکی تقدیر

خواب مین دیکھنا زلیخا کا حضرت یوسف کو دوسری

ابھی غم سے گئی ہون سر بسر مر — نہ دیکھا مین نے پھر اسکو نظر بھر

کبھی ہنستی کبھی وہ غم سے روتی — کبھی بکتی کبھی خاموش ہوتی

بہت جب عشق سے وہ تلملائی — یکایک نیند کی غفلت سی آئی

پھر آیا خواب مین وہ یار جانی — بہشتی شکل روح زندگانی

زلیخا کی نظر اُسپر پڑی جب — گری اک بار اُسکے پاؤن پر تب

کہا اے بے وفا یہ کیا غضب ہے — غضب ہونے کا مجھپر کیا سبب ہے

اگر برسون مین ہووے گی ملاقات — تو کب جینا مرا ہوویگا ہیہات

مجھے کیون نیم بسمل تونے چھوڑا — مری جانب سے کیون منھ تونے موڑا

مجھے تو مار ڈال اب ایک باری — مصیبت تاکہ یہ کٹ جاے ساری

قسم ہے تجھکو اب اُس کبریا کی — کہ جس نے عشق بازی کی بنا کی

کیا سب دلبرون مین تجھکو ممتاز — سکھایا ناز کا ہر ایک انداز

عطا کی سرو کو تیرے روانی — سمایا تجھ مین وہ خود ہے نہانی

تو مجھپر رحم کر بیتاب ہون مین — مثال ماہی بے آب ہون مین

یہ کہہ تو حور ہے یا ہے پریزاد — ملک ہے یا کہ جنس آدمی زاد

کہا نے حور ہون نے مین پری ہون — بتادون تجھکو سچ مین آدمی ہون

اگر تو جان سے ہے مجھپہ عاشق — تو رہو عاشقی مین اپنی صادق

ہوئی ثابت جنون کی اُس سے تقصیر
پڑی پھر عشق کی پانون مین زنجیر

یہ زنجیر مرصع تھی وہ زنہار
ہو گنج حسن پر جس طرح سے مار

وہ زنجیر جنون یون دل کو بھائی
کہ ناگن شاخ صندل پر ہو آئی

جنون نے وہ کیا دلگیر اسکو
کہ بھایا خانۂ زنجیر اُس کو

زلیخا سن کے زنجیرونکی جھنکار
ہنسی اس اپنی حالت پر وہ یکبار

کہ ہے کس خام کو سوجھی یہ تدبیر
مرے دل کی ہے زلف یار زنجیر

پڑے جسپر کہ زلف یار کا دام
اُسے زنجیر سے یارو ہے کیا کام

یہ زنجیر اسکے پانون مین ہی بھائی
جو صورت خواب مین ہی منہ دکھائی

اگر ہو بخت میرا یارو یاور
ملے پھر مجھکو آکر وہ ستمگر

تو مین زنجیر مین اسکو کرون بند
رہین اک ساتھ دونون ملکے خرسند

کہا پھر یون کہ دل یہ کب سہے گا
کہ زنجیر جنون مین وہ رہے گا

جو اُسیر ایک گل کا بار ہو گا
مرا آنسو بار دل افگار ہو گا

کہان برداشت میرے دلکو آوے
کہ اُسکا پانون زنجیرون مین جاوے

لگا جو ناوک عشق غم اندوز
سدا بکتی تھی اور روتی شب روز

عجب آشفتگی کا اسکا تھا حال
ہوا پھر اسکو روتے روتے اک سال

لگے جس دل مین آکر عشق کا تیر
وہان کس کام مین آتی ہے تدبیر

نہین اپنا بتایا نام مجھکو کیا رسواے خاص و عام مجھکو
نشان مین نام کا تیرے جو پاتی مین کرتی ورد اور سمرن بناتی
مین کب کہتی ہون تیری ہون خریدار پرستارون کی تیری ہون پرستار
یہ حال اب تجھ بغیر اپنا ہوا ہے نہین رسوا کوئی ایسا ہوا ہے
پدر بیزار مادر مجھسے دل تنگ ڈبویا مین نے اپنا نام اور ننگ
پرستارون کے آگے خوار ہون مین محبت سے تری ناچار ہون مین
بجا ہے گر کرے مجھپر نوازش بجھاوے آگ دل کی کر نوازش
ترے ہی واسطے یہ تاب و تب ہے تری فرقت سے میری جان بلب ہے
یہ کہکر اپنی گردن پھر جھکائی وہین اک خواب کی سی غفلت آئی
اچانک وہ ستمگر صاحب اعجاز ہوا پھر جلوہ گر جون سرو طناز
کیا غمزے دکھا کر اُسکو مائل پھر اُس کے ہاتھ سے جاتا رہا دل
تبسم لب پر اور عشوہ نظر مین بھرا ناز اور ادا تھا جسم بھر مین
زلیخا پاس آکر وہ ستمگر پھر استادہ ہوا مثل صنوبر
پکڑ دامن زلیخا نے صدا کی کہ اے قربان مین تیری ادا کی
عجب نام خدا تیری ادا ہے مرا دل جسپہ دیوانہ ہوا ہے
ادا و ناز سے تیری سراسر قیامت آگئی اک میرے دل پر

اُنھون نے نام شہرون کے بتائے / مگر کوئی نہ اُسکے دل کو بھائے
جب آئی مصر کی آخر مین نوبت / ملی مصری سے بڑھکر اُسکو لذت
زبان پر مصر اُسکی روز و شب تھا / یہی مصری کی صورت وقف لب تھا

آنا ایلچیون کا بادشاہون کی طرف سے واسطے خواستگاری زلیخا کے اُسکے باپ کے پاس

زلیخا چونکہ بس سیمین بدن تھی / وہ قد مین رشک شمشاد چمن تھی
جہان مین شور تھا اُس ماہرو کا / ہر اک کو داغ اُسکی آرزو کا
تمنا اُسکی تھی شاہون کے دل مین / ختن اور روم اور چین و چگل مین
وہ جب مسند پہ بیٹھی ہوش مین آ / ہر اک شہرون سے قاصد آکے پہونچا
ہر اک کے پاس نامے آرزو کے / طلبگاری مین اوس آئینہ رو کے
زلیخا کے پدر کو نامے دیکر / ہوئے یون ملتمس سب نامہ آور
کہ اے شاہ قوی طالع جوان بخت / رہے قائم یہ تیرا تاج اور تخت
اگر منظور ہو یہ خواستگاری / رہے طالع رہے قسمت ہماری
جدھر کو رخ کرے وہ ماہ تابان / اُدھر کے شاہ ہون محکوم فرمان
کرے جو روم مین وہ جا کے آرام / مسخر اوسکا ہو از مصر تا شام
اگر وہ سوے ترکستان روان ہو / مسخر ترک سے تا ترکمان ہو

اٹھے دریا سے جو ابر بہاری
کرے ہر خار و گل کی آبیاری

اگر وہ بھول کر اس سمت آملے
یقین ہے مجھ پہ وہ بھی آگ برسائے

زلیخا باد و چشم گوہر افشان
ہوئی ہاتھوں سے اپنے خوب نالان

نکالا پردۂ دل سے فغان کو
تصور کر کے اس سرو روان کو

کمانچے کی طرح سے پشت خم کی
فغان ہر لحظہ اسنے زیر و بم کی

پھر اپنا سر زلف تار اسکے اوپر
کیا رو رو کے دل خالی سراسر

وہ روئی اس طرح سے ہو کے بیدل
کہ تھا نزدیک آنکھوں سے گرے دل

پدر نے دیکھا اسکی بیقراری
کہا ہے اب بہت بے اختیاری

مرخص قاصدوں کو کر کے اکبار
کہا اسنے کہ ہون از بس مین ناچار

سبھوں سے سیر اسکا دل ہوا ہے
دل اسکا مصر پر مائل ہوا ہے

ہوا یون بات کا جب اس کی انجام
پھرا ہر ایک قاصد ہو کے ناکام

جانا قاصد کا عزیز مصر کے پاس پیام شادی زلیخا لیکر

زلیخا کے جو تھا وہ بر جگر داغ
ہوا پھر غم سے اسکے داغ پر داغ

خوشی کے بعد اگر غم پیش آوے
تو بیچ ہے داغ پر پھر داغ لاوے

جو دیکھا باپ نے یہ حال اس کا
ہوا حال اسکا پھر خیال اسکا

زلیخا کو جو دیکھا اس نے مضطر
تو یہ تدبیر کی اس نے مقرر

کہا میں ہوں اسکے لائق کب ہوں ہیہات | جو لاؤں دل میں میں اتنی بڑی بات
وے شہ نے کیا جب مجھکو ممتاز | ہوا میں سنکے یہ باتیں سرافراز
اگر ہوں سو زبان میرے دہان میں | رہونگا جب بھی قاصر میں بیان میں
بنا کر پاؤں سر کو اور دل و جان | میں اسدم مصر سے ہوتا شتابان
وے ہے حکم شاہ مصر خوش بخت | مرے حق میں حضوری کے یئے سخت
جو اکدم بھر کو اس سے دور ہوں میں | تو اسکے قہر کا مقہور ہوں میں
مجھے خدمت سے تو معذور رکھنا | تکبر کا گمان سب دور رکھنا
اگر ہو حکم تو با عزت و جاہ | وہاں پر بھیجدوں سب خیل و خرگاہ
طلائی اور جڑاؤ بس عماری | وہاں میں بھیجدوں بہر سواری
کہ تا لے آئیں اس گل پیرہن کو | وہ فردوس آکے کردے اس چمن کو
کہا قاصد نے اے شاہ سرافراز | تو سرداران گیتی سے ہے ممتاز
بفضل حق مرا بھی شاہ والا | جوان بخت اور ہے مقدور والا
نہیں ہے کچھ کمی خیل و حشم کی | خدا کی ہے نظر اس پر کرم کی
تمنا سے وہ ہے عالم کی معمور | فقط ہے تیری خاطر اسکو منظور
قبول خاطر آیا جو یہ پیغام | بخوبی سب مطالب ہوگئے انجام
ہوا قاصد جو رخصت وانسے خوشدل | ہوا واپس ادھر سے چل کے منزل

جواہر سے مرصع تھی وہ یکسر ‏ ‏ ‏ ہوں دیوانے ستارے جسکے اوپر
ہر اک جانب جو پردہ تھا زری کا ‏ ‏ ‏ نمونہ تھا وہ ماہ و مشتری کا
لگی چاروں طرف موتی کی جھالر ‏ ‏ ‏ کہ پروین دیکھکر جسکا ہو چاکر
سنہری سائبان زرتار ڈوری ‏ ‏ ‏ کرے جوزا کی بس سینے سے پوری
بٹھایا اس کے اندر اس پری کو ‏ ‏ ‏ فلک کے برج مین جون مشتری کو
چڑھی خوش ہوکے اسپر وہ بصد ناز ‏ ‏ ‏ تھی خوبان جہان مین جو کہ ممتاز
بہار اس خیل کی ایسی عیان تھی ‏ ‏ ‏ کہ گویا خلد کی بستی روان تھی
بصد زیب و تجمل ہوکے ہمراہ ‏ ‏ ‏ سبھون نے لی وہان سے مصر کی راہ
قدم اُن لشکرون کے پڑتے جسجا ‏ ‏ ‏ تو آتا لطف وان باغ ارم کا
ہزارون عاشق و معشوق باہم ‏ ‏ ‏ مثال سرو و قمری شاد و خرم
عماری مین جو وہ خرسند تھی ماہ ‏ ‏ ‏ یہ کہتی کس طرح سے اب کٹے راہ
ولے وہ ماہرو تھی اس سے غافل ‏ ‏ ‏ جدائی کی بہت باقی ہے منزل
دو منزل مصر پھر باقی رہا جب ‏ ‏ ‏ خبر پہونچی عزیز مصر کو تب

پہونچنا زلیخا کا مصر مین اور استقبال کرنا عزیز مصر کا

ہوا جسدم عزیز مصر آگاہ ‏ ‏ ‏ کہ آپہونچی یہان وہ غیرت ماہ

عزیز مصر نے پوچھا تب احوال ۔ ہوا دل مین نہایت لینے خوشحال
کہا مین خوش ہون تم جو شاد آئے ۔ بہت رنج و محن تم نے اٹھائے
جو تھے نزل و تحائف اسکے ہمراہ ۔ دیے نذر اُسنے باصد عزت و جاہ
خجالت سے بہت کی عذر خواہی ۔ ہوا خیمے کی جانب پھر وہ راہی
کہا سب سے رہو یان آجکی رات ۔ سحر تم لوگ سب چلنا مرے ساتھ

بیتاب ہونا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کیلیے اور سننا غیب کی آواز کا

عجب یہ حیلہ گر چرخ کہن ہے ۔ عجب نیرنگ کا اس کا چلن ہے
کہین پر ہو اگر کوئی پیاسا ۔ کنوان دکھلا کے دے اسکو دلاسا
کنوین پر آکے وہ پانی نہ پاوے ۔ تو کیا اُسوقت اُسکے جی مین آوے
عزیز مصر جب با بخت فیروز ۔ ہوا خیمے کے اندر رونق افروز
زلیخا نے اسی دم مضطرب ہو ۔ کہا دائی سے اپنی بس یہ رو رو
نہین اب دل کو میرے تاب دم بھر ۔ ہین آنکھین طالب دیدار دلبر
بہت فرقت سے بیطاقت ہوئی ہون ۔ تمنا ہے کہ اوسکو دیکھ ہی لون
دکھا اب اوس مرے آرام جان کو ۔ میسر تا کہ کچھ آرام جان ہو

فغان و نالہ کرتی بادل چاک — کبھی روتی اوڑاتی تھی کبھی خاک

جو سمجھا یاحیا کے اوسکو غم نے — رکھا سجدے مین سر اُس منتہم نے

جبین سجدہ مین رکھکر کی جو زاری — ہوئی بس دل کو اُسکے بے قراری

خدا کی بخششون کا در ہوا باز — یکایک غیب سے آئی یہ آواز

کہ اے محزون نکر تو اتنی افغان — تری عصمت کا خالق ہے نگہبان

ترا گر یہ نہین ہے مقصد دل — نہ گھبرا وہ بھی مقصد ہوگا حاصل

اسی سے آرزو دل کی ملے گی — اسی سے یہ کلی دل کی کھلے گی

نہ کر تو اس کی کچھ صحبت سے وسواس — بلا وسواس اسکے جا کے رہ پاس

وہ اس لذت کا ہے کب جانتا بھید — ہوا کانٹے سے موتی مین کہین چھید

ہے باور دل کو کب یہ بات ہوتی — کہ سوزن سے کوئی بیدھے گا موتی

کہان ہے موم کی کنجی مین یہ زور — کہ وہ لوہے کا کھولے قفل فی الفور

زلیخا نے سُنی جس دم یہ آواز — ہوئی شکر الٰہی سے وہ دمساز

فغان و آہ اپنی اُسنے کم کی — گذاری رات وہ رنج والم کی

آنا عزیز مصر کا دوسرے روز خیمہ گاہ زلیخا مین اور لیجانا زلیخا کو جاہ و حشم سے اپنے محل مین

وہان سے پھر زلیخا کا وہ محمل ہوا دولتسرا کے جب مقابل
عزیز مصر کا وہ خوابگہ تھا فلک تھا پاسبانی جس کی کرتا
زلیخا جب گئی اوس گھر کے اندر قدم رکھتی ہوئی لعل و گہر پر
تو ہر اک سمت اس گھر مین شہانہ لگا بجنے اسی دم شادیانہ
ولیکن تھی زلیخا اس مکان مین دف و نے کی طرح آہ و فغان مین
عجب گلزار وہ سارا محل تھا چمن فردوس کا جس سے خجل تھا
ہر اک جا موج زن دریاے گلزار ہر اک جا سرو اور قمری کا بازار
روان فوارے بلبل تھی غزلخوان نوا طوطی کی ہر سو شکر افشان
چمن مین قرقرون کا ہر طرف شور درختون کے تلے دراج اور مور
مرصع کار تھا اک اس مین دالان زری زربفت کا تھا جسمین سامان
پڑے تھے کارچوبی در پہ پردے کہ پردے چرخ پر ہون جسکے بردے
بچھی تھی اس مین اک مسند بصد ناز جواہر سے مغرق جس کا تھا ساز
زلیخا کو بٹھایا لا کے اوس پر اور اوسکے سر پہ رکھا تاج گوہر
ہوئے صدقے بہت پھر لعل و گوہر ہوئی غرق جواہر وہ سمن بر
دیے زیور سبھون نے رونمائی جڑاؤ سادہ کاری اور طلائی
گلے مین لا کے ڈالے پھولون کے ہار عزیز مصر کے خویشون نے اکبار

کیا کرتی خیال [illegible] جانی — کہا کرتی خیالی یہ کہانی

کہ اے دلدار و اے یار ستمگر — وفا کی مجھ سے کیا تو نے یہ دلبر

عزیز مصر بتلایا مجھے نام — کوئی نادان بھی یہ کرتا نہین کام

بتایا مصر مین اپنا ٹھکانا — کیا مجھ سے سراسر یہ بہانا

دغا اس بات سے ہے مین نے کھائی — تجھے مین ڈھونڈھنے اسجا جو آئی

اگر فضل خدا ہوتا نہ یاور — تو تھی رسوائی کیا باقی یہان پر

یہ دل کبتک جلا تیرا سہے داغ — نہ جانون دل پہ یہ کبتک ہے داغ

خدا کے واسطے اے ماہ رخسار — مجھے جلدی دکھا اب اپنا دیدار

تری فرقت سے غمگین ہو کے دائم — ہوا قد میرا شکل نخل ماتم

عجب کیا ہے جو تو جلدی نہ آیا — نکل جائے نہ گھبرا کر دم اپنا

اگر ہے بعد مردن تجھکو آنا — مسیحا کی طرح آ کر جلانا

مین جان اپنی کرون گی صدقے تجھپر — کرم تیرا اگر یہ ہو گا مجھپر

یہی کہتی وہ یوسف کی دیوانی — سحر سے شام تک رو کر کہانی

نسیم صبحدم جس وقت بہتی — وہ یون باد صبا سے رو کے کہتی

یہ کہہ تو اے صبا ہے کس چمن کی — خبر لا مجھ مرے گل پیرہن کی

کہان ہے سرو قد وہ جو ہے دلجو — وہ غنچہ لب کہان جو ہے سخن گو

بیابان

بیابان کو وہ جاتی مثل مجنون
الم کے ہاتھ سے با چشم پر خون

وہان بھی غم سے جب وہ تلملاتی
تو صحرا سے طرف دریا کے جاتی

سکون دل جو وہ وان بھی نہ پاتی
تو رو کر وان سے پھر گھر واپس آتی

یہی تھا رات اور دن کام اُسکا
یہی تھا صبح و شام انجام اُس کا

دل اپنا اسطرح باتون مین کھوتی
جو شب ہوتی تو بے چینی سے روتی

داستان تعشق یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام پر اور آنا عصا کا جنت سے حضرت یوسف علیہ السلام کیلیے

فگار اب سُن زلیخا کی یہ زاری
ہوئی ہے دل کو از بس بیقراری

چل اب یوسف کو کنعان سے لے آ تو
زلیخا سے اُسے لا کر ملا تو

بہت اُسکو بڑھی ہے بیقراری
بہت دن کی ہے اُسے انتظاری

سنا ہے یون بیان اِس داستان کا
سخن مشہور ہے اس داستان کا

جو یوسف حسن و خوبی مین ہو کطاق
ہوے یعقوب اُن کے دل سے مشتاق

ہوا جب ختم اُسکو ساتوان سال
پدر مفتون ہوا یوسف پہ بیحال

منھ اپنا اور فرزندون سے موڑا
سبھون کے رشتۂ اُلفت کو توڑا

دیا یوسف کو لا کر اس عصا کو | کیا خرسند وخوش اس دلربا کو
ہوئی مقبول یہ اس کی دعا جب | کیا شکر خدا یعقوب نے تب
عجائب وہ عصا خوب وحسین تھا | کہ جس کا دوسرا پیدا نہین تھا
فلک سے وہ زمین پر جبکہ آیا | زمرد نے تب اوسیر زہر کھایا
ہوا موتی کے دل مین چھید اس آن | گرا دریا مین جا کر غم سے مرجان
رکھا ہیرے نے اپنے سینے پر سنگ | اڑا پکھراج کے چہرے کا سب رنگ
کیا نیلم نے نیلا غم سے رخسار | پڑا اس داغ مین فیروزہ اکبار
ہوا یاقوت کو اس غم کا کھٹکا | سر اپنا لعل نے پتھر پہ پٹکا
عصا دیکھا تو بھائی اسکے رونے | حسد کے بیج کشت دل مین بوئے
حسد سے دل مین پھر باندھے خیالات | کہا یہ کیا ہوا ہیہات ہیہات

سجدہ کرنا مہر و ماہ اور گیارہ ستارون کا خواب مین حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حسد کرنا بھائیون کا اور مشورہ کرنا آپس مین

خدا کی ہو نظر جس پر کرم کی | اوسے کیا فکر ہو دنیا کے غم کی

ہوا ہم لوگون کی صورت سے بیزار
ہے اب یوسف کا وہ دل سے خریدار

نہ جانے کیا پدر کو دشمنی ہے
عداوت جس سے ہمکو بھی ٹھنی ہے

چلو ہم سب ابھی حکمت سے مل کر
کہین لیجا کے پھینکین اسکو باہر

یہان یوسف کا رہنا اب نہین خوب
ہوا ہے باپ کے دل کا وہ محبوب

وطن مین جب تلک یوسف رہیگا
ہمین یہ خوار و بے عزت رکھے گا

یہ کہکر مشورت مین بیٹھے باہم
کوئی بولا کھلا دیجے اسے سم

کہا اک نے کہ اسکا کیجیے خون
اور اُس کی لاش کر دو غرق جیحون

کہا اورون نے یہ کب ہووے منظور
رکھو بھائی کو اس صدمے سے معذور

کہا یون ایک نے اُنمین سے بھائی
یہ میری ہے سمجھ مین بات آئی

کہ چھوڑ او دو اُسے جنگل مین ناکام
اوسے کھا لینگے خود آکر دو دام

کہا اورون نے یہ سنکر کہ ہیہات
ہے بدتر مارنے سے یار یہ بات

ہر اک ہر طرح سے کرتا تھا تقریر
نکلتی تھی نہ اچھی کوئی تدبیر

مگر اُن مین جو سب سے اگلے تھے
یہ ذکر اذکار وہ بھی سن رہے تھے

اونھون نے یہ کہا کر فکر اور غور
سو اسکے نہین ہے فکر کچھ اور

بیابان مین اگر کوئی کنوان ہو
تو اُسمین ڈالدو لیجا کے اُسکو

کوئی جب کاروان آئیگا وان پر
تو لے جائیگا وہ اسکو اُٹھا کر

اجازت ہو تو ہم سب لوگ جائین ۔۔۔ دل محزون کو سیر اپنی دکھائین
وہ یوسف بھائی جو آنکھونکا ہی نور ۔۔۔ اُسے بھی سیر ہے مرغوب و منظور
ہمارا دل نہ کیون ہو جاے مغموم ۔۔۔ کرین ہم سیر وہ ہو جائے محروم
وہ نور چشم بھی گر ساتھ جاوے ۔۔۔ تو وہ بھی خوش ہو ہمکو سیر بھاوے
ہماری ہے اسی مین سرفرازی ۔۔۔ کرین جب مل کے ہم سب سیر و بازی
کرین جولان سبھی صحرا کے اندر ۔۔۔ کلیلین سب کرین آپس مین مل کر
کبھی بستی سے میش و بز پکڑ لائین ۔۔۔ اور اسکو دودھ کے تازہ دودھ پلائین
کبھی گلدستے ہم گلشن سے لاکر ۔۔۔ سبھین اخلاص سے یوسف کے نذر کر
کبھی کر صید جنگل سے ہرن کا ۔۔۔ کرین مسرور دل اس گلبدن کا
غم دنیا سے ہون آزاد ہم سب ۔۔۔ کرین یوسف کے دلکو شاد ہم سب
سُنا یعقوب نے اُنکا بیان جب ۔۔۔ وہ روئے اور کی آہ و فغان تب
کہا یون اے جوانان قوی بخت ۔۔۔ کہ یوسف کی جدائی ہمکو ہے سخت
کہان یہ بات ہو وے دل سے منظور ۔۔۔ کہ یوسف ایک پل آنکھون سے ہو دور
یہی یوسف مرا آرام جان ہے ۔۔۔ اسی سے طاقت صبر و توان ہے
جُدائی اسکی ایسی مجھکو کھل جاے ۔۔۔ کہ جی قالب سے دم بھر مین نکل جاے
بہانہ پھر کیا یعقوب نے یون ۔۔۔ اُسے صحرا کی رخصت کس طرح دون

[illegible]

یہ اب تک دھوپ مین نکلا نہین ہے	ابھی تک آسمان دیکھا نہین ہے
رہا ہے میرے سایہ مین یہ نادان	پلا ہے ناز اور نعمت سے ہر آن
یہ بتلاتے تھے جو یعقوبؑ تدبیر	وہان پر ہنس رہی تھی بیٹھی تقدیر

لے جانا بھائیون کا حضرت یوسف علیہ السلام کو جنگل مین اور کنوئین مین گرانا اُن کا اُن کو اور آنا جبرئیلؑ کا

ہزار افسوس یہ چرخ ستمگر	ستم کرتا ہے گلرویون کے اوپر
ستم کرنے کی اس ظالم مین خو ہے	نہ اس مین درد کی واللہ بو ہے
کوئی دل بھی نہین ہے اس سے خرم	دل آزادی مین ہے مصروف پیہم
جو اُن مکارون نے یوسفؑ کو پایا	قدم اپنا شتابی سے اُٹھایا
سو صحرا کو چلے باہم خرامان	دلون مین اپنے اپنے شاد و فرحان
کبھی کاندھے پہ اک یوسفؑ کو لیتا	کبھی وہ اور کی گودی مین دیتا
پدر کی جب نظر سے وہ ہوئے دور	تو لادا بوجھ اُسپر مثل مزدور
قدم رکھتا نہین تھا وہ زمین پر	روان تھا سو اک صحرا کے اندر

[illegible]

کہا یہ کہ ہم سب جانتے ہیں — تجھے مدت سے ہم پہچانتے ہیں
کہاں تیرا ایمان اب وہ پدر ہے — فدا جو تجھپہ ہوکیا یہ بھی گھر ہے
کہاں وہ مہر و مہ ہیں ہمکو بتلا — تھا جنکو خواب میں سجدے میں دیکھا
تھا جتنا مرتبہ تونے جتایا — اسی کا یہ نتیجہ تونے پایا
وہ رکھتا اپنا جسکے پاؤں پر سر — وہ اُس کے مارتا تھا ایک ٹھوکر
وہ جس سے مانگتا تھا دودھ رو رو — گھڑا وہ پھینکتا دکھلاکے اُسکو
پدر کی یاد میں وہ کرکے زاری — یہ کہتا دیکھ اب یوسف کی خواری
کنیزک زادے کرتے ہیں ستم اب — خدا کو دفعتاً بھولے ہیں یہ سب
ہوا ہے پرزے پرزے پاؤں کا حال — زبان ہے خشک تر ہیں خون سے گال
نہ پانی بوند بھر یہ ہیں پلاتے — نہ گھڑی کو مجھے ہیں لیکے جاتے
عجب یہ حادثہ مجھپر پڑا ہے — یہ میدان میرے حق میں کربلا ہے
غرض اسطرح وہ اخوان بدخواہ — گئے یوسف کو لے دو کوس جب آہ
کہ ناگاہ اک کنوئیں کے پاس پہونچے — بٹھایا واں پہ پھر یوسف کو لاکے
کنوئیں پر جاکے یوسف دل میں سمجھے — کہ اب پانی یہ مجھ پیاسے کو دیں گے
نہ سمجھا یہ کہ ہیں سب میرے بدخواہ — اسی میں غرق کردیں گے مجھے آہ
بہت تھا وہ کنواں تاریک و تنگ — عجب بدبو تھا پانی اسکا بدرنگ

پڑا یوسف پہ جب درد مصیبت | ہوئی اُس چاہ مین اُسکی سکونت
کنوئین مین تین دن وہ ماہ تابان | نصیبے سے رہا جب اپنے نالان
کنوئین مین وہ جو ردکے موج در موج | ہوا مائل نصیبہ جانب اوج
وہان اک قافلہ مدین کا آیا | بہت اسباب اپنے ساتھ لایا
چلا تھا مصر کرنے کو تجارت | اُٹھا کر راستے مین رنج و محنت
ہوا جو بھائی بھا اوسکو وہان کی | بنی منزل وہ جا اُس کاروانکی
ہوا درکار جو اُن سب کو پانی | تو آئے وہ کنوئین پر ناگہانی
لگا دوسے سے شتر کے ریسمان کھول | کنوئین مین لا کے ڈالا باندھکر ڈول
کہا جبرئیل نے یوسف سے اُس آن | کہ بیٹھو ڈول مین اے ماہ کنعان
یہ برج دلو ہے اور تو ہے اک ماہ | خوشی سے بیٹھو اسمین تجھکو واللہ
کنوئین مین جب سے تم آئے الم سے | جہان تھا تیرہ و تاریک غم سے
ہے تاریکی سے عالم پر کدورت | چھپی کیا چاندسی تیری یہ صورت
ہو طالع جلد اے خورشید کنعان | کر اب عالم کو روشن اور تابان
ترے ابرو سے عید عاشقان ہے | تجھے رہنا یہان لازم کہان ہے
یہ سن جبرئیل سے یوسف نے گفتار | میان دلو بیٹھے آکے اکبار
جو کھینچا آب کش نے ایک باری | لگا ہاتھون کو اُسکے ڈول بھاری

چلا وہ کاروان جب لیکے محمل — بسوے مصر لے کی راہ منزل
ادھر گھر کو پھرے جب اور بھائی — تو یہ تدبیر سب کے دل مین آئی
کہ کرین ذبح اک بکری پکڑ کر — کرین یوسفؑ کا کرتا خون مین تر
غرض جب ہو چکی پوری یہ تدبیر — جو سوچی سب نے تھی ازراہ تزویر
پھرے پھر وان سے راہی اپنے گھر کو — کیا سب نے سلام آکر پدر کو
پدر نے جیسے ہی اُن سبکو دیکھا — اور اُن مین اپنے یوسفؑ کو نپایا
کہا یعقوبؑ نے یوسفؑ کہان ہے — بتاؤ جلد جاتی میری جان ہے
یہ سنکر ظاہر کی سب نے اک آہ — کہا ہم کیا کہین یہ حال جانکاہ
چلے ہم یان سے اور جنگل مین پہونچے — تپش سے دھوپ کی ہم سب تھے پیاسے
درخت سایہ دار اک وان پہ دیکھا — وہان سب ٹھہرے اور اسباب رکھا
پیا پانی ہوئی کم دل کی حدت — وہان کچھ دیر کی پھر استراحت
ہواے صید بعد اُس کے جو آئی — کہا یوسفؑ سے یان تم بیٹھو بھائی
گئے ہم لوگ پھر صید افگنی کو — بسرعت آئے اور دیکھا وہان جو
تو پہنچے وان پہ یوسفؑ کو نپایا — یہ کرتا خون مین بھیگا پڑا تھا
بغل سے اپنے پھر کرتا نکالا — پھٹا اسکا کہین سے جو نہین تھا
مگر تھا خون مین وہ سر بسر تر — کہا پھر باپ سے کرتا دکھا کر

عزیز مصر بولا اے شہنشاہ — مین دیکھو آؤن اُسے کیسا ہی وہ ماہ
وہ لے کر حکم آیا کاروان مین — جو دیکھا غش سا آیا جسم و جان مین
بہت سنبھلا مگر پھر لڑکھڑایا — سر اُسکے آگے سجدے مین جھکایا
رہا کچھ دیر جب وہ مثل تصویر — جو ہوش آیا تو آئی تاب تقریر
فدا یوسف پہ ہو کے اُسنے اکبار — ہوا مالک سے یون وہ گرم گفتار
چلو لے کر اسے پیش شہنشاہ — پسند آیا تو دے گا حسب دلخواہ
کہا مالک نے ہون مین شہ کا بندہ — اطاعت مین ہمیشہ سر فگندہ
وہان چلنے سے گو مسرور ہون مین — ولے اسوقت تو معذور ہون مین
سفر مین جو اُٹھائی ہر کثافت — ملی جسوقت کچھ بھی اُس سے فرصت
تمنا ہے کہ فوراً حاضر آؤن — اُسے مین شاہ کو لاکر دکھاؤن
عزیز مصر نے جب یہ سُنی بات — گیا واپس بہت تعجیل کے ساتھ
بیان کی شہ سے یوسفؑ کی حقیقت — وہ سُن کے بن گیا تصویر حیرت
منادی کی کہ یان کے خوبصورت — کرین خوب اپنی اپنی زیب و زینت
کہ جس مین جب یہان یوسفؑ ہو داخل — تو یہ سب ہو سکین اُس سے مقابل
ادا و ناز سے دیدار دکھلائین — کرشمے کے بھرے رخسار دکھلائین
کرین ہر ایک کو اپنا خریدار — نہ ہو یوسفؑ کا جس مین گرم بازار

بنا تھا خورشید اُسکے واسطے طاس | فلک سے آگیا یوسف کے وہ پاس

میان آب اُترا جب کہ وہ ماہ | ہوا پانی مین ظاہر چاند ناگاہ

جو کھولی اُسنے وہ زلف گرہ گیر | ہوئی وہ مچھلیون کے حق مین زنجیر

سیاہی نے وہ اُسکے گیسوؤن کی | کیا تسخیر مہ سے تا بہ ماہی

جو پانی اپنے سر پر اُسنے ڈالا | ستارون نے کیا گرد اُسکے ہالا

نہا کر دھوئی تن سے سب کدورت | فرشتہ بن گیا وہ پاک صورت

ہوئے دلشاد جب یوسف نہا کر | نکل آئے وہ پھر پانی سے باہر

قبا اک زرکشی کی پہنی تن مین | بسایا عطر فتنے کا بدن مین

رکھا پھر اپنے سر پہ تاج زر کو | کیا پٹکے سے زیبندہ کمر کو

ہوا آراستہ اُس تاج سے فرق | کمر اُسکی جواہر مین ہوئی غرق

وہ ماہ دلستان اُسوقت فی الفور | ہوا نام خدا ابٹن کے پھر اور

وہ گیسو دونون جانب تھے جو لٹکے | دل عشاق تھے جن مین گرہ اٹکے

چڑھا جسوقت وہ ہودج کے اوپر | نظر آیا منور ماہ انور

جو اُسکو دیکھتے تھے راہ کے لوگ | تو بڑھتا تھا دلون مین عشق کا سوگ

جہان تھا جلوہ فرما مصر کا شاہ | وہان ہودج سے اُترا آکے وہ ماہ

ہزارون خوبرو باشکل زیبا | کھڑے تھے شہ کے گرداگرد اُسجا

نظر آیا جو صحرا اسکو اکبار
ہوئی آشفتہ دل زلیخا ناچار

وہان بھی دلپہ جو غم کا ہوا جوش
پھری گھر کی طرف وہ غم کی بیہوش

سنا کچھ راہ مین جو شور و غوغا
زلیخا نے کہا یہ ہے یہان کیا

کہا اک شخص نے اس سے کہ سرکار
ہوا وارد اس جگہ اک ماہ رخسار

عجب صورت نے اسکی نور پایا
خدا کا جلوہ جس مین ہے سمایا

سواری جب اودھر یوسف کی آئی
زلیخا نے جھلک پردے سے دیکھی

اسے پہچان کر اک آہ ماری
گری بیہوش ہو کر غم کی ماری

ہوئے یہ دیکھکر سب لوگ مضطر
اسے پہونچا دیا جلدی سے گھر پر

جو اس کا دفعتہ یہ حال دیکھا
گلاب اور مشک سنبل لا کے چھڑکا

جب آئی ہوش مین وہ سرو گلفام
کہا دائی نے اس سے اے دل آرام

ترے اس حال سے مجھکو عجب ہے
یہ بیہوشی کا تیری کیا سبب ہے

لگی دائی سے کہنے یون کہ اما
کہون کیا تجھ سے حال دل مین اپنا

وہان وہ جو غلام ماہرو تھا
کہ جس کا شور و غوغا کو بکو تھا

نہین ہے وہ غلام ماہ رخسار
وہ صاحب ہے مین ہون پرستار

یہی آیا تھا میرے خواب مین جو
اسی نے کر لیا تاراج مجھ کو

اسی کے حسن کی ہو نین دیوانی
اسی نے مارا تیر ناگہانی

کہ خواہش ہو جسے سرو رواں کی — تمنا ہو جسے اس دلستان کی

وہ اس بازار مین آجاوے دل کھول — اگر مقدور کچھ ہووے تو لے مول

ہوا یوسف کا پھر وان گرم بازار — ہوے سب اہل مصر آکر خریدار

جسے جتنا کہ حاصل دسترس تھا — خریداری کا پابند ہوس تھا

جو عشق اک پیرزن کے دلمین آیا — خریداری کا شوق اُس کو سمایا

وہ آئی سوت ہاتھون مین لپیٹے — بنائے اُسنے اُسکے چند پھینٹے

کہا آکر جو مین یوسف کو پاتی — عوض اِسکے اُسے مین لیکے جاتی

نہ اس قیمت پر آیا گر مرے ہاتھ — تو ہون مجبور لیکن سب کی ہون ساتھ

خریدار آکے وان جتنے ہوے جمع — ہر اک پروانہ وہ یوسف ہو شمع

کہا پھر اک نے آکر یہ ایک بار — ہزار اسکے مین دونگا سرخ دینار

کیا پھر دوسرے نے اسپہ افزود — کہ لیجے دو ہزار ابمین یہ موجود

یہ بولا بعد ازان پھر اک تونگر — برابر اسکے لے تو مشک و عنبر

ہوا پھر ایک یون آکر خریدار — مین دونگا شال و مخمل اک شتر بار

اسی صورت سے وان ہر ایک آکر — چلا جاتا فقط قیمت لگا کر

کہا پھر اک نے آکر وان یہ اُس آن — برابر اسکے لو لعل بدخشان

زلیخا سن کے بولی شاد و خرسند — کہ پہلے والے سے دونگی مین دو چند

کبھی اُسکے ذقن کا دیکھکر سیب ۔ بھلاتی اپنے دل کے رنج و آسیب
کبھی دیکھو اُسکے لب ہوتی تھی شادان ۔ وہ پستے کی طرح خندان ہر آن
کبھی اُسکے دہن کی دیکھ رنگت ۔ تبسم کرتی وہ غنچے کی صورت
نظر کرتی خط سبز اُسکا اکثر ۔ لگاتی مرہم زنگار دل پر
خوشی کا اپنے یہ مضمون زلیخا ۔ بیان کرتی بہا کر خون زلیخا
بلندی پر ہے میرا بخت کیسا ۔ فدا دلدار دل کا مجھکو بخشا
بہت تھا رنج و غم مین نے اُٹھایا ۔ تب اُس راحت رسان دل کو پایا
ہے مجھسے کون بڑھکر صاحب بخت ۔ مصاحب جسکا ہو یہ صاحب تخت
مین ہون اُس حق کے صدقے سیکڑون بار ۔ ملایا جس نے مجھ سے ہے مرا یار
یہی کہکے وہ ہوتی تھی خرم ۔ فدا دلدار پر ہوتی تھی ہر دم

عاشق ہونا ایک سوداگر کی بیٹی کا حضرت یوسف پر اور خدا کے عشق مین ملنا اپنا مال و اسباب لٹا کر

یہ عشق ایسا ہی درد لادوا ہے ۔ جہان کو جسنے دیوانہ کیا ہے
جدھر وہ دیکھتا ہے آنکھ اُٹھا کر ۔ اودھر ویران کرتا ہے سراسر
ہمیشہ اُسکو آبادی سے ہے رنج ۔ کہ ویرانے مین رہتا ہے سدا گنج
نہ ہو ویرانہ ہی سے عشق حاصل ۔ بہت سننے سے دل ہوتا ہے مائل

یہ ہر کس کے قلم سے حسن تحریر — کہ جسنے ایسی کھینچی تیری تصویر
ہے کون اس تیری ابرو کا کماندار — ہر اک ناوک سے جسکے ہو دل افگار
کیا ہے زلف کو کس نے گرہ گیر — گلوے ماہ کی ہے جو کہ زنجیر
کہا یوسف نے سن اے لالہ رخسار — نہین تو جانتی ہے اسکے اسرار
مین ہون مصنوع اس صانع کا عجیب — کہ کتنے ہین جسے سب شاہد غیب
فلک اک چتر ہے جسکے کرم کا — زمین اک نقطہ ہے جس کے قلم کا
ہر اک شے مین ہے وہ آئینہ مانند — ہین اوسکی دید کے سب آرزومند
ہے اسکا نور ایسا عالم آرا — کہ ہر ذرے مین پرتو ہے اوسی کا
ہے یہ خورشید انور یا کہ مہتاب — اوسی کے نور سے سب مین ہے یہ تاب
جو دیکھا عکس تونے اے پریرو — تلاش اب صورت اصلی کی کر تو
کہ عکس و اصل مین ہے اسقدر فرق — ہے جتنا در سمت غرب سے شرق
سنا جسدم یہ اس دختر نے اسرار — زبان کی اپنی اوسنے یون گہر بار
کہا یوسف تو ہے ماہ دل افروز — ترے ہی عشق کا رکھتی ہون مین سوز
تمنا سے مین تیرے پاس آئی — مین اپنی آس تیرے پاس لائی
جو دیکھا مین نے تیرے حسن کا زور — ہوئی پیدا دل مین مرے شور
ولے یہ جو بتایا تونے اسرار — ولایا شوق دید رب غفار

خیال خام یہ دل سے بھلا دے ۔ خط باطل کی صورت سے مٹا دے

تو نقاش ازل کی جستجو کر ۔ جہان سے پھیر کر منھ اُسکی سو کر

کہ جس کے نقش یہ کون و مکان ہین ۔ اُسی سے سب یہ تصویرین عیان ہین

نقاصر اُسکو ہے یہ سب ہین فانی ۔ یہ سُن لے مجھ سے اسرار نہانی

کیفیت گذران کرنے زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کمال تعشق سے

بیان ہے یون حقیقت کا یہ اسرار ۔ عمل کا سننے والا خود ہے مختار

ملا جب دم وہ آرام زلیخا ۔ بر آیا ظاہرا کام زلیخا

میسر جب ہوئی اُسکو یہ دولت ۔ لگی تن و جان سے کرنے اُسکی خدمت

جدا کرتی نہ تھی دم بھر نظر سے ۔ تصدق اُسپہ تھی جان و جگر سے

ہر اک دم اُسکے تن پر خوب زیبا ۔ پنھاتی خلعت زربفت و دیبا

جو پیراہن اُسے اک دن پنھاتی ۔ نہ پھر روز دوم وہ آگے لاتی

پنھاتی تاج نو ہر روز سر پر ۔ نیا نیمہ پنھاتی روز لا کر

کمر پر باندھتی زرین کمر بند ۔ دل اپنا روز یون کرتی وہ خرسند

جو زلفون مین وہ اُسکے شانہ کرتی ۔ تسلی دل دیوانہ کرتی

یہ زینت جب وہ کر چکتی تھی یکسر ۔ تصدق ہو کے بوسے لیتی آکر

وہ دسترخوان مین لاتی چنکے جب سب
تو کہتی یون کہ اے شیرین شکر لب

مہیا نعمتین یہ گو کہ سب ہین
یہ سب لیکن تری لذت طلب ہین

ہر اک سے تو ذرا لب آشنا کر
تو ہو آب و نمک سب کا برابر

پڑا دل مین یہی ہے شور ہر آن
یہ تیرے لب ہین یا یہ ہین نمکدان

یون ہی وہ رمز سے کرتی تھی گفتار
یون ہی کرتی تھی عشق کا وہ اظہار

زلیخا یون ہی کھانے کا سرانجام
وہ وقتہ کرتی اور ہوتی تھی جب شام

تو وہ اک خوشنما حجرے کے اندر
بچھاتی اُسکے پھر سونے کا بستر

چھپر کھٹ اک مرصع اور پُر زر
جو تھا خوشبو سے پھولون کی معطر

نہ آتا جبتک اُسکی آنکھ مین خواب
زلیخا رہتی تھی بے صبر و بیتاب

کہانی اور پہیلی اُس سے کہتی
سلانے کو یہ اُسکے بیٹھی رہتی

کبھی منھ دیکھکر ہوتی تھی دلشاد
جدائی کی کیا کرتی کبھی یاد

غرض جبتک نہ سوتا تھا وہ دلبر
یہی شغل زلیخا تھا برابر

وہ جب سوتا تو یہ رہتی نگہبان
کیا کرتی فدا اور سیر دل و جان

کیا کرتی سحر تک وہ یہی کام
یون ہی کرتی تھی خدمت صبح اور شام

سدا رہتی تھی وہ اُسکی خریدار
پرستارانہ کرتی خدمت یار

یہ خواہش تھی کہ یوسفؑ ہو جو مائل
تو مقصد اُسکے دلکے سب ہون حاصل

همیشہ یہ اُسی سے متصل ہے | اگر دل ہے تو کچھ عاشق کا دل ہے
اگر معشوق کے تن پر چبھے خار | تو دل عاشق کا ہو سو جا سے افگار
جو ہون معشوق کے گیسو پریشان | پریشان ہو دلِ عاشق بھی اُس آن
اگر معشوق کے رُخ پر پڑے گرد | تو عاشق کا بدن پھر غم سے ہو زرد
شکن معشوق کے ابرو پہ گر آئے | تو تیورون سے دل عشاق چھد جائے
سنا جراح نے اک روز آکر | لگایا دستِ لیلی مین تھا نشتر
ادھر لیلی کا نشتر سے گرا خون | ادھر مجنون کے ہاتھونسے بہا خون
عجب کیا ہے وہ ایسے ہی تھے دونو | کہ باطن مین تھے اک ظاہر مین تھے دو
اگر معشوق و عاشق متصل ہون | تو قالب دو ہون لیکن ایک دل ہون
نگار اب ہو جو فکر سرفرازی | تو کر دنیا مین شغل عشقبازی
جہان مین محو ہو کر ہو نہ غافل | فقط ہے عشق ہی دنیا کا حاصل

آرزو کرنی زلیخا کی واسطے وصل حضرت یوسف کے اور کنارہ کرنا اُنکا

سنو اب عشق کی یہ اور اک بات | جو بیشک عشق ہی کی ہے کرامات
نہ ہے آتا جب کسی پر دل کسی کا | قرار اک دم نہین پہلو مین لیتا
نہ ہو معشوق سے جبتک ملاقات | تو دل مین بستے ہین وہ ہی خیالات

نہ چہرے پر رہی کچھ تاب اُسکے | نہ وہ یاقوت لب مین آب اُسکے
نہ زلفون مین رہی وہ مشک بوئی | نہ عارض پر رہی وہ خندہ روئی
نہ آئینے سے تھا اُسکو سروکار | مسی ہی تھی دانتون پر نمودار
نہ زیور تن مین تھا منھ مین تھا پان | نکلتی دل سے آہ سرد ہر آن
لگاتی آنکھ مین تھی وہ نہ کاجل | سدا رہتی غم فرقت سے بے کل
یہ کہتی روکے اے بخت ستمگر | کیے کیا کیا ستم تو نے نہ مجھپر
پڑا ہے عشق سے کیا مجھکو پالا | کہ تو نے غم سے بالکل پیس ڈالا
وہ بے طاقت ہوئی ہون غم سے ہیہات | کہ اڑتی ہون ہوا کے ساتھ ہی سات
کہان تک کھاؤن مین خون جگر کو | مین تجھسے بچ کے جاؤن اب کدھر کو
ملا بھی جب کہ وہ آرام جان ہے | تو مجھ سے اس طرح دامن کشان ہے
جلاتی مین ہون یون جی اپنا اسپر | نظر کرتا نہین وہ آنکھ اُٹھا کر
مین خدمت کرتی ہون مثل پرستار | مگر وہ مجھ سے ہے ہر وقت بیزار
یہ کہکر رات دن آنسو بہاتی | الم کے داغ سے دل کو جلاتی
اُٹھالیتی جو وہ دلدار سے دل | نہ رہتی یہ بھی طاقت اسکو حاصل
نہ ملنے کی کوئی ہوتی تھی صورت | نہ اٹھتی عشق کی یہ تھی مصیبت
رہی وہ یون ہی مدت تک حیران | نہایت ہی ہوئی خاطر پریشان

تجھے دنیا مین یہ کیا کم ہے حاصل
کہ دلبر زر خریدون مین ہے داخل

تو کیون آنسو سے تر کرتی ہے دیدہ
ہے یوسف جبکہ تیرا زر خریدہ

تجھے لازم ہے رہنا خرم و شاد
ہمیشہ دل کو رکھ تو غم سے آزاد

سدا اُس ماہرو سے کام لے تو
مزے وصلت کے صبح و شام لے تو

ہم آغوشی مین تو لوٹ اُسکا جوبن
جگر ٹھنڈا کر اور آنکھون کو روشن

سنا جب یہ زلیخا نے تو ناگاہ
تو کھینچی سوز دل سے اُسنے اک آہ

لہو پھر اپنی آنکھون سے بہایا
دکھ اپنا رو کے دائی کو سنایا

کہ اے مادر کہون کیا حال اپنا
ہوا یہ عشق اب جنجال اپنا

گذرتا ہے جو کچھ دل پر مرے غم
اُسے مین جانون تو کیا جانے ہمدم

نہین اب تک ہے کچھ اُس سے سروکار
فقط اک دیکھنے کی ہون گنہگار

وہ جیسے اب تلک دامن کشان ہے
یہی حسرت مرے دل مین نہان ہے

تو ہی کہہ پہونچے جب پیاسا کنوئین پر
وہان پانی نہو اُس کو میسر

تو ہی کہہ جب نہ وہ پانی پیے گا
مرے گا یا کہ وہ جیتا رہے گا

فدا کرتی ہو مین یون جان اُسپر
نہین وہ دیکھتا ہی اک نظر بھر

سدا مرتی ہون اُسکی آرزو مین
ہمیشہ ہون مین اُسکی جستجو مین

نہین کرتا وہ مجھ سے ایک بھی بات
کرون تدبیر کیا ہیہات ہیہات

فرشتے جو کہ ہین عرش برین پر — جھکے ہین تیرے سجدے کو زمین پر
تجھی کو حسن کی ہے بادشاہی — ہے زیبندہ تجھی کو کج کلاہی
زلیخا بھی اگرچہ دلربا ہے — ولے وہ دل سے تیری مبتلا ہے
لڑکپن سے وہ دیوانی ہوئی ہے — نہایت جانفشانی تجھپہ کی ہے
تجھے تھا خواب مین جسدن سے دیکھا — بہت بیتاب رہتی ہے زلیخا
کبھی تھی پانو مین زنجیر اُسکے — کبھی دل مین تھا غم کا تیر اُسکے
نکل جاتی کبھی صحرا مین غم سے — کبھی حجرے مین گر پڑتی الم سے
ترے خاطر سہی کتنی مشقت — ترے خاطر سہی کتنی مصیبت
ترے ہی واسطے اسیر یہ بیتی — جو ہوتی اور عورت تو نہ جیتی
رہی بیتاب یون وہ غم کی بیمار — ہوئی وہ آکے یان تیری خریدار
جو ایسا تجھپہ دل سے مبتلا ہو — کرے جو اُسکی تو خاطر تو کیا ہو
اُسے پھل دے جو تیرا نخل خوبی — قباحت کیا ہے خوبی مین ہے خوبی
اُسے عاشق اگرچہ ہے عزیزی — ولیکن کرتی ہے تیری کنیزی
کر اُسپہ رحم اور اب مہربان ہو — نہ کر ہتا نظر انداز اُس کو
اُسے مت بھول دلسے ای ستمگار — کہ تیری بے طرح وہ ہے گرفتار
زلیخا تیرے غم سے مر رہی ہے — اور آہ سرد پیہم بھر رہی ہے

کہ بی بی یون ترا کہتا ہے دلبر
زلیخا رو اٹھی یہ بات سن کر

چلی آنکھون سے وہ آنسو بہاتی
گئی یوسفؑ کے آگے تلملاتی

کہا رو رو کے یون اے یار جانی
کہ یہ کیسا ہے طرز مہربانی

مرون مین جان و دل سے تیری اوپر
کیے جائے ستم تو اے ستمگر

فراموشی نہین اکدم ہے مجھکو
مین آنکھون مین سدا رکھتی ہون تجھکو

ترے غم مین سدا ہے جان میری
مرے دل مین ہی ہر دم یاد تیری

ہوے گیسو ترے زنجیر گردن
ہوا داغون سے تیرے سینہ گلشن

نہین دیوانے اور مجھ مین ہے کچھ فرق
ترے ہی عشق کے دریا مین ہون غرق

بچانے تو اگر چہ ہے بچاتا
نہین کچھ دور ہے اب ڈوب جانا

بلا مین مبتلا تیری عجب ہون
فدا مین جان و دل سے روز و شب ہون

نہ چھوڑونگی ترا دامن مین زنہار
رہون مین زندہ یا مر جاؤن اے یار

یہ عشق انگیز باتین سن کے یوسفؑ
لگا رونے بہت سر دھن کے یوسفؑ

زلیخا نے کہا اے شاہ خوبان
ہوئی نرگس تری کیون شبنم افشان

صدف سے تیری کیون نکلے گہر ہین
سلیمانی ترے کیون لعل تر ہین

مین غم سے اپنے ہی کڑھتی تھی دائم
بڑھا رونے سے تیرے اور اک غم

مرا دل کسطرح یہ دکھ سہے گا
کہ تیری آنکھ سے آنسو بہے گا

غلامون کا نہین ہرگز یہ مقدور — کرے مالک کی خاوندی جو منظور

غلامی کا تری جو اور ہو کام — وہ فرما مجھ سے دون مین اسکو انجام

ہے خائن جو کہ بندہ ہے وہ بدبخت — خدا کا کیون نہو اسپر غضب سخت

اگر بندے سے سرزد ہو خیانت — ہے اسکو مارنا حکم شریعت

ترا بندہ مین ہون جب اے دل آرام — فقط ہے بندگی ہی سے مجھے کام

زلیخا نے کہا اے ماہ طلعت — یہی تو بات تیری ہے قیامت

لبون نے تیرے مصری کو کیا مات — ہے نبات سے میٹھی تری بات

مین ہون تیری کنیز اور تو مرا شاہ — مین زہرہ ہون تو اے یوسف تو ہے ماہ

اگر یون تجھسے کوئی خدمتی کام — غضب ہے باتون مین کسطرح آرام

کنیزانہ تری خدمت کرون مین — کہے جو تو وہ بے منت کرون مین

کرون مین جبکہ ہر اک کام تیرا — تو کر تو بھی یہ کام انجام میرا

کہا یوسف نے ہے تو گرچہ عاشق — و اپنی عاشقی مین تو ہے صادق

جو ہے منظور تجھکو میری خاطر — تو مت ہو تو مرے کہنے سے باہر

وہی سمجھے یہ جس مین کچھ وفا ہے — خوشی دلبر کی عاشق کی رضا ہے

ارادہ اور اپنے دل سے کر دور — ستانا گر نہین میرا ہے منظور

زلیخا نے کہا اے راحت جان — مین بیشک ہون تری پابند فرمان

گلون سے صحن گلشن موجزن تھا — عجب رنگینیون پر وہ چمن تھا
کسی جا اشرفی کے پھول خندان — معطر زعفران سے تھا گلستان
کہین جلوہ گری مین جعفری تھی — جو یا بونے کی دل نے مشتری تھی
ہوئی دیوانی نسرین نسترن پر — کیا سورتی نے مفتون دل سمن پر
گل لالہ جو تھا اس بوستان کا — وہ نافرمان کے بس مین ہو رہا تھا
ہوا صدبرگ کا غم سے جگر شق — بنا شمشاد کے پا کا وہ فندق
نظر آتا تھا وہ سوسن کا عالم — کہ ہو نیلم کے جو معدن کا عالم
عجب بیلے کے پتون کو شرف تھا — ہر اک برگ اسکا اک پر دو صدف تھا
وہان تھا ارغوان کا لبسکہ انبوہ — بدخشان کا چمن مین پا کہ تھا کوہ
کیا نقاش قدرت نے وہان صرف — گل و سنبل کو حل مانند شنجرف
ہوا صدبرگ و سوسن نیل و ہرتال — بنا برگ گل زنگان گل لال
چمن تصویر خانہ چین کا تھا — تھی نرگس دیکھتی جس کا تماشا
چمن مین تھی وہ گلکاری کہ یکسر — بچھایا تھا وہ قدرت نے مشجر
معطر تھا ریاحین سے گلستان — وہ رنگینی مین تھا مثل بدخشان
تھی سنبل ولت کی شکل کاکل حور — تھی سرخی گل کی مثل آتش طور
صبا مشاطہ گل کی چار سو تھی — لیے آئینہ شبنم روبرو تھی

کہ ان گلرویون مین مائل ہو جسپر — خوشی سے آج کی شب تو بسر کر
یہ سب ہین تیری خادم اور پرستار — یہ سب ہین یار مست جان انکو اغیار
یہ ہین وہ سیمتن اور لالہ رخسار — ہو جنکو دیکھکر تو عاشق زار
آن ہی پر جہان سے پریان فدا ہون — فرشتے دیکھ لین تو مبتلا ہون
سمن رو یا سمن بوے و سمن بر — ستمگار و ستم کیش و ستمگر
خواصون سے زلیخا نے کہا تب — یہان حاضر رہو خدمت کرو سب
نہ پھر تا حکم سے یوسف کے یکسر — اگر وہ زہر دے تو سمجھو شکر
اکیلے مین سکھایا سب کو اکبار — کہ اے زہرہ جبینو ماہ رخسار
تمہارے پاس یوسف جب کہ آوے — تصرف مین وہ اپنے جسکو لاوے
نہ پھر جلدی کرے وہ مجھ سے اگر — کہ ہون مین منتظر بیٹھی یہانپر
زلیخا نے تو یہ سوچی تھی فطرت — کہ یوسف جس سے کرنا چاہے صحبت
پلنگ سے اپنے اٹھ آئے یہان وہ — کہو سب آ کے مجھ سے داستان وہ
تو مین اسکی جگہ جا کر پلنگ پر — پڑ رہون اور وصل یوسف ہو میسر
بچھایا اس لیے تھا مکر کا دام — کہ اس فطرت سے شاید نکلے کچھ کام
یہ سب کہ کے پھر وہ ماہ رخسار — چھپی بیٹھی رہی گوشے مین اکبار
غرض جب دن گیا اور ہو گئی شب — خواصین اور کنیزین جتنی تھین سب

سحر تک شام سے یون کرکے گفتار | بتون سے متر صانع کر کے اظہار
بتائی اُن سبھون کو راہ ایمان | کیا اُن سب کو یوسفؑ نے مسلمان
ان ہی باتون مین ساری رات گذری | اسی حالت مین شب ہیہات گذری
سحر کو جب زلیخا دانیہ آئی | تو حالت اور ہی کچھ اُسنے پائی
کہ وہ سب تو ہین گرد اگرد یوسفؑ | مسلمانی مین ہین شاگرد یوسفؑ
گلے سے اپنے توڑے سب نے زنار | لگین تسبیح کی کرنے وہ گفتار
خدا کے ذکر مین وہ سب تھین مائل | سبھون کا بت پرستی سے اُٹھا دل
زلیخا نے کہا یوسفؑ سے اُس آن | کہو کل رات کی باتین مری جان
کیا کل کام تو نے کون ایسا | ہے جس سے حسن تیرا آج دوگنا
ترے چہرے کا کچھ اور آج ہے رنگ | دہن کا تیرے غنچہ اور ہے تنگ
یقیناً وصل کا یہ سب اثر ہے | چمک رخ پر جو تیرے اسقدر ہے
مثل مشہور ہے اے نیک فرہنگ | کہ پکڑے خربزہ سے خربزہ رنگ
یہ کہتی تھی زلیخا اور وہ دلبر | تھا چپ تصویر سا بیٹھا وہان پر
نہ سر کو شرم سے اُس نے اُٹھایا | جواب اُسنے دیا اُسکو نہ اصلا
زلیخا دیکھکر اُس کی رکھائی | لگی کہنے قیامت ہے اب آئی
کہ یہ بھی فکر میری بن نہ آئی | تو مجھکو موت دیتی ہے دکھائی

اگرچہ یار میرا ہے میرے پاس | مگر دل کی نہیں پوری ہوئی آس
بہت کچھ آزمائی میں نے تقدیر | کر اب جو تجھ سے ہووے فکر و تدبیر
کہا دائی نے تب یوں اے سمن بر | عبث اس غم سے تو رہتی ہے مضطر
تجھے حاصل ہیں سب چیزیں خداداد | جمال حور اور حسن پری زاد
کہ صورت اہل چیں دیکھیں جو آکر | چھپا دیں منھ کو آئینے کے اندر
اگر دیکھیں تری یہ شکل زیبا | فرشتے ہوں مثال نقش دیبا
جو دیکھیں حسن کی تیری یہ بستی | برہمن چھوڑیں اپنی بت پرستی
جو دیکھیں تیری یہ نازک ادائی | تو بھولیں پارسا سب پارسائی
چمن میں سیر کو تو جائے اک بار | تو بلبل گل کا پھر دیکھے نہ رخسار
وہ ہے جو سرو قد نازک سمن بر | خجل ہیں جس سے شمشاد و صنوبر
یہ ہے شکل و شمائل پھر مری جان | عبث رہتی ہے تو خاطر پریشان
چڑھا چلے پہ ابرو کی کمان کو | تو کر صید اپنے سرو دلستان کو
ادا و ناز کے یوسف پہ تو تیر | لگا جس سے کہ ہووے اسکا نخچیر
کمند زلف ایسی پھینک اس پر | نکلنے پاوے وہ جس سے نہ باہر
دکھا کر اپنے رخ کا دانہ خال | دل یوسف کو کر پر داغ و بیحال
کرشموں سے تو اسکا چھین لے دل | اداؤں سے کر اپنی سمت مائل

[illegible]

نہایت خوشنما نقش و نگار سے

ملا اُس دائی کو جسوقت یہ کام
بنائی اُس نے وہ نادر عمارت
ہر اک جا کے تھے اُستادان کامل
بہت نقاش چین تھے چہرہ پرداز
چنے کی دال پر جو موقلم سے
فلک اور برج اور افلاک سارے
جو دیکھے اونکی وہ صنعت تو اُسکو
موکد کام مین دائی ہوئی جب
ہر اک دیوار اُسکی تھی طلاکار
ہر اک جا اُس مین شاہانہ عمارت
کواڑ اُنمین صدف اور رکجکڑے کے
عجب پُرفن تھے خاتم بند کے ہاتھ
روان تھی موج روغن کی وہان کیا
زمین پر تھا وہ فرش سنگ مرمر
تمامی چین کی گلکاری اوس پر

بلا معمار اُس نے نیک فرجام
بہت پاکیزہ رشک باغ جنت
بنانے مین مکان کے تھے جو شامل
جنھین کاریگری پر اپنے تھا ناز
بناوین یک قلم عالم کے نقشے
زمین اور ہفت اقلیم اور ستارے
عیان حال زمین و آسمان ہو
حویلی ایک عالی شان بنی تب
بلندی مین فلک کے تھی بمقدار
کہ جسکے وصف مین عاری عبارت
پڑے تھے حلقے سونے کے ٹپکے
صدف اور رکجکڑے جسنے کیے ساتھ
صدف اور رکجکڑے بھرتے تھے گویا
صفا ہو جیسے ہیرے کے نگین پر
چمن بندی کی صنعت اُسپہ یکسر

[illegible]

پری خانے کی وہ گھر تھا نشانی جہان سکتے مین تھے بہزاد و مانی
جو دیکھے اُسکی تیاری کے نقشے فلک نے ہاتھ معارون کے چومے
نظر اُس گھر مین پڑتی تھی جہان پر یہ دو دلدار تھے باہم وہان پر
کہین پکڑے تھا یوسف ہاتھ اُسکا کسی جا بوسہ بازی کا تھا چرچا
کسیجا اُس سے یوسف تھا ہم آغوش شراب وصل سے دونون تھے مدہوش
کوئی جب دیکھتا یہ ذوق اکبار اُسے پھر اور ہوتا شوق اک بار

سنگار کرنا زلیخا کا اور لے جانا حضرت یوسفؑ کو ہمراہ اپنے ہفت خانے مین

ہوا تیار جب وہ ہفت خانہ نظر آئی عجب جائے شہانہ
بچھا فرش اُسمین مخمل اور زری کا بنا آرام گہ گویا پری کا
چنبیلی اور ریلا اُس مین یکسر گلاب و مشک سے سارا معطر
پڑے زر بفت کے پردے درونین مشجر کی بچھی مسند گھرون مین
زلیخا نے دیے اُن سب مین بھر بھیج پلنگ عمدہ جڑاؤ پھولون کی سیج
خواصون کو پھر اپنی وہ بلا کر سنگار اپنا لگی کرنے سراسر
ملا ہاتھون مین مل مہندی سے کر لال کیا پھر لعل کا خون سے جگر لال

جو اس چتون کا کوئی تیر کھاوے ۔ قیامت تک پڑا وہ تلملاوے

مسی کا رنگ وہ دانتوں پہ اُسکے ۔ کہ نافرمان مین نیلا پن ہو جیسے

دھڑی مسی کی یون تھی ان لبون پر ۔ ہو نیلم جسطرح مرجان کے اندر

تھی ایسی پان کی سرخی مین مسی ۔ ہو آمد شام کو جیسے شفق کی

تبسم اس مین بجلی کی چمک تھی ۔ ہنسی یا صبح صادق کی جھلک تھی

فراغت جب مسی کا جل سے پائی ۔ تو پوشاک اُسنے اپنی پھر منگائی

زلیخا پسنتی جوڑا پہن کر ۔ جو خوشبوؤن سے بالکل تھا معطر

بہت خاصا بہت تنگ اور رنگین ۔ نہایت نرم و نازک سبزہ آئین

لگی پھر چننے رخسار و پر افشان ۔ فلک پر جیسے انجم ہون نمایان

ہوئی زیور کی خواہش جبکہ اُسکی ۔ دکان اک کھل گئی جادو گری کی

سجیلی ناک مین اک نتھ پہن لی ۔ کہ جو سب زیورون کی ناک ہی تھی

ہوئی وہ حلقۂ خورشید ناگاہ ۔ وہ دو تارے قطب تھے جسکے ہمراہ

لگایا جب کہ پیشانی پہ ٹیکا ۔ رہا باقی نہ جی مین جی کسیکا

جو پہنے کانون مین موتی کے گچھے ۔ لٹکتے جن مین آویزے غضب تھے

جڑاؤ چاندیون تھا زینت گوش ۔ ہو جیسے چاند سے تارا ہم آغوش

سجیلا تھا وہ ہیرے کا کرن پھول ۔ گئی کانون مین گویا یاسمن پھول

وہین پھر اُسنے یوسفؑ کو بلایا | پکڑ کر ہاتھ اُسکا یون سنایا
کہ تو نام خدا او وہ ماہرو ہے | پری کی جسکے دلمین آرزو ہے
اگر اک بار تجھکو دیکھ لے حور | غرور حسن سب دلسے کرے دور
عجب جوبن ہے ایجان آج تجھپر | نگہ چھد سے بھی ہے تیز بڑھکر
کرشمہ ابرونکا تیغ قاتل | ادا و ناز شمشیر حمائل
خدنگ جانستان ہین تیری مژگان | کیے ہین قتل عالم کا جو سامان
چلو اب سیر دیکھین بوستان کی | نہین آب و ہوا بھاتی یہان کی
یہ کہکر ہاتھ یوسفؑ کا پکڑکر | زلیخا لے گئی اُس گھر کے اندر
کیا پھر در پہ اُسکے قفل اک بند | چلی وہ باتین کرتی آرزومند
کہ تو وہ دلربا پاکیزہ خو ہے | حسین و خوبصورت خوبرو ہے
کہ تجھکو دیکھکر اب دل ہے بیتاب | برنگ قطرۂ بیتاب سیماب
جمال اپنا دکھایا خواب مین کیا | کہ دیوانہ مرے دل کو بنایا
نہین تواہان فقط صورت کی تیری | تمنا اور رہی ہے میرے دل کی
کہون کیا حال مین بیچارگی کا | کرون مین کیا بیان آوارگی کا
کہانی میری بھی اک داستان ہے | بیان جلدی سے ہوسکتی کہان ہے
اگرچہ دید سے تیری ہون دلشاد | ولے ہون تیری بے مہری سے برباد

[illegible]

پچھلے گھر تک یونہی وہ اسکو لائی — مقفل در برابر کرتی آئی
مگر اُسنے نہ دیکھا آنکھ اُٹھا کر — زلیخا بس ہوئی ناچار و ششدر
بہت پچھتائی دلمین پھر وہ ناکام — کہا کیا ہوگا یارب اسکا انجام

لے جانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کو ساتوین گھرمین اور اظہار بے قراری کرنا اُس کا حضرت یوسفؑ سے

سنو یہ ساتوین گھر کا بیان ہے — سراسر جس سے ناکامی عیان ہے
کہ آئی ساتوین گھر کی جو باری — زلیخا کو بڑھی بس بے قراری
پھر اسمین لاکے یوسفؑ کو بٹھایا — اور اُسکے در پہ بھی قفل اک لگایا
مکان از بسکہ وہ خوب و حسین تھا — خجل جس سے کہ فردوس برین تھا
لگین تصویرین ہر دیوار و در مین — سمان تھا وصل کا جن سے نظر مین
بچھی ہر جا پہ مسند اور نہالی — وہ خلوت گاہ تھی غیروں سے خالی
فقط مطلوب و طالب ہی تھے واں پر — فقط معشوق و عاشق ہی تھے اندر
نہ قاضی کی قضا کو اُس جگہ بار — نہ واں مفتی کے فتوی سے سروکار
نہ تھی کچھ محتسب کی وانپر چلتی — نہ شحنہ کی وہان تھی دال گلتی
کھلا بازار واں حرص و ہوس کا — ہوا عاشق کو کچھ وصلت کا چسکا

[illegible]

خوشی کا دلین آ سکے آگیا ہوش
کہا دامن پکڑ کر اے جفا کوش

جدائی مین نے مدت تک سہی ہے
نہین بچھڑنا اب دل مین رہی ہے

خدا را مجھ پہ اب کر مہربانی
پلا دے مجکو آب زندگانی

یہ ہے اے میرے پیارے خضر کا کام
جو پیاسے کو پلا دے پانی اک جام

قسم دیتی ہون تجھکو اُس خدا کی
کہ جسنے عاشقی کی ہے بنا کی

قسم تجھکو ہے اب صورت کی اپنی
قسم تجھکو ہے اب قامت کی اپنی

قسم اس ابرو جادو کمان کی
قسم اس گیسوے عنبر فشان کی

قسم اس ناز و غمزے کی ہے دلبر
قسم ہے اس ادا کی اے ستمگر

کہ مجھکو آج تو محروم مت رکھ
مجھے اس غم سے تو مغموم مت رکھ

بہت دن سے ترا ہے داغ دلپر
کلی کو دل کی تو کردے گل تر

مرے داغ جگر پر رکھکے مرہم
بنا لے ایک دم کو اپنا محرم

نہین اب دل مین صبر و تاب میرے
بشکل مردہ ہون اس غم سے تیرے

کہا یوسف نے تب یون اے پریزاد
عبث کرتی ہے اتنا شور و فریاد

مری عصمت پہ تو کچھ تو نظر کر
خوشامد میری تو مت اسقدر کر

نہ کر شرمندہ تو مجھکو خدا سے
گذر تو اس خیال پر بلا سے

گناہون مین نہ کر مجھکو گرفتار
نہ دے دل کو مرے تو اور آزار

پسند ایسی نہین ہے بات مجھکو | گناہون مین نہ لے تو سات مجھکو
مرے دل کو پسند ایسا کب آوے | کہ کوئی ایک چیونٹی کو ستاوے
نہین مین تیری ان باتون سے مسرور | خیال ایسے تو اپنے دل سے کر دور
خصوصًا وہ عزیز مسند ناز | کہ ہون مین جسکی فرزندی سے ممتاز
جو تو یہ کہتی ہے لے ماہ رخسار | گنہ بخشاونگی زر دیکے سو بار
گنہ کا زر سے کب بدلہ ملے گا | یہ کار حق نہ رشوت سے چلیگا
کہا اسنے کہ اے شاہ جوان بخت | خدا دے مصر کا تیرے تئین تخت
ہوئی مین ناوک غم کا نشانہ | کرے گا یون ہی تو کب تک بہانہ
جسے تو جانتا ہے پاک بازی | سمجھتی ہون مین اسکو حیلہ سازی
نہین بھاتی ہین تیری باتین یہ اب | بہانون سے نہین نکلے گا مطلب
تری خواہش مین گذری عمر ساری | نہ نکلی آرزوے دل ہماری
ترے ہاتھون کبھی مین اے ستمگر | مرونگی مار کر سینے مین خنجر
عزیز مصر جب دیکھے گا یہ حال | کہ ہے میرا لہو سے سب بدن لال
تو شبہہ قتل کا تجھپر کرے گا | مرے خون کا وہ بدلہ تجھ سے لیگا
کہا یوسف سے یہ اور ہو گئے مضطر | سرہانے سے نکالا ایک خنجر
جنون کے ہاتھ سے وہ ہو کے دل ریش | گلے تک لے گئی خنجر جفا کیش

کہا اُس پر وہ مہ ریحان — کہ مین کرتی ہون سجدہ جسکو ہر آن
بہت زیبا جواہر سے بھرا ہے — کہ جسکی آنکھ مین موتی جڑا ہے
ہے رکھا اسلیے پردے کے اندر — پڑے جسمین نظر اُس کی نہ مجھپر
نہون مین اُسکے آگے تا گرفتار — ہے اس پردے مین پوشیدہ یہ اسرار
کہا یوسف نے پھر اُس سے یہ سُنکر — کہ ہے تیری غلط فہمی سراسر
ترا پتھر پہ دل ایسا ہوا نرم — کہ تو پتھر کے بت سے کرتی ہے شرم
مرا وہ جو خدا اسرار دان ہے — ہر اک پردے کی بات اُسپر عیان ہے
مجھے پھر کیون نہ اُس سے شرم آوے — نہ دہشت اُسکی کیون دل مین سمائے
بتون سے شرم تو کرتی ہے باطل — خدا سے مین رہون کسطرح غافل
معاذ اللہ یہ غفلت ہو میری — جو بھولون حق کو کیا حالت ہو میری
اُٹھے گھبرا کے یوسف بھاگے اکبار — دکھائی خوب ہی تیزی رفتار
وہ جس دروازے پر پہونچا شتابان — گرا بس ٹوٹ کر قفل اسکا اُس آن
جو پہونچا ساتوین در پر وہ مضطر — نکل جاوے یقین تھا جلد باہر
زلیخا نے جو دیکھی یہ حقیقت — گیا دل مین بہت افسوس حسرت
پھر اُٹھی جلد اور دامن پکڑ کر — جھکا جوری لگی کرنے وہ مضطر
نکل بھاگے جو یوسف کر کے کچھ فن — پھٹا یوسف کا پیچھے سے دامن

گریبان کے مرے ہاتھون مین ہین تار	چھپنا یوسف مرے تجھ سے اک بار
گریبان کیا جگر ہے چاک غم سے	نہین تاب سخن فرط الم سے

مقابل ہونا عزیز مصر کا حضرت یوسف علیہ السلام سے خانۂ ہفتم کے دروازے پر اور پوچھنا اُنسے احوال اُنکا اور چھپانا حضرت یوسف کا حقیقت حال کی

قلم کاغذ پہ یون گوہر فشان ہے	یہان اس داستان کا یون بیان ہو
عزیز اُن کو ملا آتے ہی در پر	کہ یوسف نکلے جب اُس گھر سے باہر
محبت سے پھر اُنکا حال پوچھا	پریشان اُسنے جب یوسف کو پایا
پریشا کیون ہین ترے زلف کے بال	کہ اے فرزند یہ کیا ہے ترا حال
وہ پھر ہنسنے لگے اور ہو کے خرم	بہانہ کر گیے یوسف کچھ اُس دم
زلیخا پاس لے آیا اُنھین ساتھ	عزیز مصر یوسف کا پکڑ ہاتھ
کیا دریافت اُسنے حال اُس کا	پریشان دیکھ احوال زلیخا
کہ یوسف سے عزیز مصر کے ساتھ	زلیخا منفعل یہ دیکھکر بات
کہ یوسف نے کہی ہے سب حقیقت	لگی یون دل مین کہنے بدطبیعت
مرے حق مین بری یہ ہو گئی بات	جب آیا ہے عزیز مصر کے سات

پڑھایا جب کہ تو نے و قرانیا / کیا پر وہ زلیخا نے نہ تیرا
کیا پھر مال و زر سے تجھکو ممتاز / بنایا اپنے گھر کا محرم راز
نہ سمجھا تھا کہ تو ایسا کرے گا / مرے ناموس مین دھبہ لگے گا
سنا یوسف نے یہ جب ماجرا سب / خدا کو اپنے یاد اسنے کیا تب
جھکا کر سر کہا آغاے نعمت / سنا جو کچھ وہ ہے اسرار تہمت
یہ حال اس طرح کا ہرگز نہین ہے / تفاوت آسمان سے تا زمین ہے
زنون کا مکر بدعت ہے ستم ہے / زنون کا مکر و فن تیغ دودم ہے
ترا ہے مجھپہ بس احسان نعمت / ہو مجھ سے کس طرح کفران نعمت
اسے مت سچ سمجھ تو دل مین زنہار / یہ ہے تہمت سراپاے نکوکار
حقیقت یون ہے کر تو اسکو باور / کہ یان مجھکو زلیخا نے بلا کر
غضب آفت تھی میرے سر پہ ڈھائی / بیان مین کیا کرون جو بےحیائی
نکل کر اسکے پنجے سے جو بھاگا / زلیخا نے مرے دامن کو پھاڑا
اگر یہ بات میری ہو نہ باور / تو پھر جو تیرا جی چاہے سو تو کر
زلیخا نے سنی جب یہ حقیقت / کہ ثابت ہوتی ہے اب صاف تہمت
قسم کھائی تب اسنے سن کے ہیہات / عزیز مصر کے سر پر رکھا ہات
کہا مت سن تو اسکی اے خردمند / یہ سب ہے جھوٹ تیرے سر کی سوگند

تجھے معلوم ہے تہمت کی یہ بات | یقیناً غیب دان ہے تیری ذات
مرا دنیا مین سر افگندہ مت کر | عزیز مصر سے شرمندہ مت کر
گواہی کا مری کر کوئی ساماں | کسیکو غیب سے تو بھیج اس آن

گواہی دینا ایک شیرخوار لڑکے کا حضرت یوسفؑ علیہ السلام کی پاکدامنی اور طہارت پر

یہ سچ ہے جو ہو سچا اور تمکو کار | نہ ہو حق کس طرح اسکا مددگار
یہ حق سے مانگی یوسفؑ نے دعا جب | ہوئی مقبول سنیے حال اور اب
کہ اک عورت کھڑی تھی اس جگہ پر | لیے اک طفل کو گودی کے اندر
فقط سہ ماہہ وہ طفل لبن تھا | نہ واقف بات سے اسکا دہن تھا
نہ ہنسنے کے سوا معلوم روتا | لبون مین شیر ہاتھون مین کھلونا
نہایت ناز پروردہ دلارا | وہ تھا ماں باپ کا اپنے پیارا
کئی تعویز گردن مین پڑے تھے | اور اسکے پاؤن مین دو دو کڑے تھے
اٹھا طوطی صفت وہ غنچہ بھول | کہا غنچہ سان اسنے زبان کھول
کہ یہ کیسی عزیز مصر ہے بات | کہان ہے عقل مت کر یہ خرافات
خدا کو اک قلم تو کیون گیا بھول | حق انصاف پر کیون ڈالدی دھول
ہوئے سب لوگ حیران سنکے یہ بات | ہوا سب کو تعجب تب یہ ہیہات

مری جانب سے تو مت ہو مکدر
نہ رکھنا میل مطلق اپنے دل پر

نہین واجب ہے تجھکو عذر خواہی
ہوئی معلوم تیری بے گناہی

خوشی سے تم رہو گھر میرے دائم
نہایت ہی ہوئے ہین تم سے خوش ہم

عزیز مصر پھر یہ کہہ کے اک بار
گیا دولت سرا مین خندہ رخسار

اگرچہ ہو گیا تھا چاک دامن
رہا تہمت سے لیکن پاک دامن

ہوئی یوسفؑ کی پاکی جب کہ مشہور
تو پھر رہنے لگے دل شاد و مسرور

طعنہ دینا مصر کی عورتون کا زلیخا کو اور پشیمان ہونا پھر ان سب کا حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال جہان آرا دیکھکر

عجب یہ عشق ہے پرمکر و نیرنگ
کیا جسنے جہان کی عقل کو دنگ

سدا عاشق کو یہ کرتا ہے بدنام
نکلتا ہے ملامت ہی سے کچھ کام

زلیخا کی ہوئی یہ بات مشہور
جو ملک مصر مین نزدیک و دور

تو پھر اُس شہر کی ہر ایک عورت
زلیخا کو لگی کرنے ملامت

کہ ہے ہے زلیخا کیسی فاسق
جو اپنے زرخرید پر ہے عاشق

عجب گمراہی یہ اُسمین ہے آئی
غلامون سے ہے کرتی آشنائی

عجب یہ اُس سے بھی ہے طرفہ تر بات
کہ یوسفؑ چاہتا اُسکا نہین ہات

ستار اور بین کی وہ عمدہ آواز
کہ جو قانون سے ہر دم تھی وہ ساز

پری پیر وتھی گھڑی تھا مسرور ہر اک
خوشی کی دیتی تھی ہر ایک دستک

کٹی عجب خرمی مین دو پہر رات
زلیخا کو یہ تب یاد آگئی بات

منگا کر اک ترنج زعفران رنگ
لگی کہنے پھر اُن سب سے وہ دلتنگ

کہ اے بی بی جو تم ہو نام دھرتی
ملامت سب کی سب ہو مجھکو کرتی

مرے یوسف کو تم دیکھو جو اک بار
اٹھی حیرت سے ہو تصویر دیوار

ترنج اُس دم اگر ہاتھون مین لیکر
تراشو دیکھکر اُس کو نظر بھر

تو مجھکو امتحان کرنی ہے یہ بات
تراشو تم ترنج اور نہ رہے ہات

عجب کیا پھر مجھے طعنہ نہ دو تم
پشیمان ہو گے پھر محظوظ ہو تم

غلام اُس کو کبھی پھر تم نہ سمجھو
فرشتہ خو جو تم خود اُس کو دیکھو

عجب صورت ہے اُسمین دلبری کی
وہ ہے تصویر کیا جادوگری کی

نہین یون مین ہوئی دیوانی اُسیر
فرشتون سے ہے میرا یار بہتر

اگر ہے آزمانہ تم کو درکار
تو مین بلواؤن اُسکو کر لو دیدار

کہا یہ سب نے بیشک آرزو ہے
کہ دیکھین تو وہ کیسا ماہرو ہے

زلیخا بولی دائی سے بلا کر
کہ تو لے آ اُسے جا کر یہانپر

یہ کہنا اُس سے اب اے سرو طناز
یہان آ کر مجھے کر دے سرافراز

بنا کر دونون زلفین حلقۂ دل ۔ لگا عالم کو کرنے اپنا مائل
پہن پر لعل و گوہر کفش زرین ۔ چلا وہ نازنین با عز و تمکین
جب آیا ماہرویون مین وہ دلدار ۔ ہوئین سب دیکھکر تصویر دیوار
ہوئے سب لوگ جب حیرت کی تصویر ۔ ہوئے بند اُنکے پھر لبہائے تقریر
ہوئی طاری وہ بیہوشی کی حالت ۔ رہی باقی نہ تن مین حس و حرکت
زلیخا نے کہا اُن سب سے یہ تب ۔ تراشو تو ترنج اک لے کے یہ اب
لیا سب نے ترنج اسوقت ناچار ۔ رکھی اسپر چھری ہو کر خبردار
مگر تھین محو یوسف چونکہ وہ سب ۔ ہوا یہ حال اُنکا اُس گھڑی تب
کسی نے کاٹ لی اپنی کلائی ۔ کسی نے کاٹ ڈالی اپنی انگلی
ہوا احضار مجلس کا جو یہ حال ۔ لہو سے فرش سارا ہو گیا لال
زلیخا نے یہ پھر اُن سب سے پوچھا ۔ مزہ طعنہ زنی کا کیسا چکھا
اسیکے واسطے تو ہون مین بدنام ۔ نہین معلوم کیا ہو آگے انجام
تصدق میرا دل اسپر اگر ہے ۔ تو کیا غم ہے نہین کچھ مجکو ڈر ہے
مجھے ہے عشق سے اُسکے سدا کام ۔ نہین پروا جو ہون رسوا و بدنام
ہون اُسکے عشق مین مین ایسی سرگرم ۔ کہ رسوائی کی بھی مجکو نہین شرم
اُسی کے ہاتھ مین اب ہے مرا دل ۔ رہائی جس سے پا جانا ہے مشکل

ترسے اوراسکے ہم سب ہین خطاوار
ہین شرمندہ معافی کے سزاوار

دعا ہے یہکہ اب وہ نیک سیرت
ملے تجھ سے برآوے تیری حاجت

یہ کہکر بیبیان کتنی اوسی دم
گئین گھر اپنے ہوکر کشتۂ غم

کوئی سودائی اور کوئی دیوانی
ہوئی مشکل کسی کو زندگانی

کسی نے ہوکے عاشق گھر کو چھوڑا
بیابان کو بنایا مسکن اپنا

رہین جو بیبیان پھر وان باقی
جمال یوسفی کی اشتیاقی

وہ پھر یوسف سے سب ہوکر مخاطب
لگین کرنے پھر اپنا عرض مطلب

کہ بیشک تو ہی مرد پاک دامن
ہوا نیکی مین تیرا چاک دامن

زلیخا عشق مین تیرے ہے غمناک
ترے غم سے جگر ہے اسکا صد چاک

زلیخا تیری فرقت مین ہے مرتی
وہ ہے روروسکے آہ سرد بھرتی

تری خدمت مین ہر دم ہی وہ حاضر
تجھے لازم نہین کیا اسکی خاطر

بہت وہ ہوگی آزردہ تو ہیہات
کرے گی کاد شمن پیہم تری سات

یہ سچ ہے جب ہو ناخوش یار سے یار
تو اسکی کھال بھی کھنچے وہ اکبار

مبادا قید خانے مین کرے قید
اگر تو اسکی بر لاوے نہ امید

بہت اس بات مین تو کر نہ حجت
نہین تو ہے ترے حق مین قباحت

ہماری بات کو تو سچ یقین کر
نہوگا ورنہ تیرے حق مین بہتر

ہے ان سب کا تو تجھپر حال ظاہر
ہے ان کی نیتون سے تو ہی ماہر

نہین ملتا ہے دم بھر مجکو آرام
ان ہی جھگڑون مین رہتا ہی مجھے کام

مجھے ہے قید خانہ اس سے بہتر
نہین صحبت گوارا ان کی دم بھر

خلوص دل سے جب مانگی یہ بہات
ہوئی مقبول یوسف کی مناجات

دعا نکلی یہ جب اسکی زبان سے
پھر اسکو عافیت ملتی کہان سے

اگر آرام کا ہوتا طلبگار
نہ ملتا قید خانہ اس کو زنہار

جو مانگا اس نے وہ پایا خدا سے
کیا سامان قید اپنی دعا سے

ترغیب دینا مصر کی عورتون کا زلیخا کو حضرت یوسف کے قید کرنے مین

زنون کے مکر سے حیران ہے عالم
مثال بید لبس لرزان ہی عالم

زنون کے مکر و فن سے الحذر ہے
زنون کا مکر آتش ہے شرر ہے

غرض جب ان پریرویون نے دیکھا
کہ یوسف نے ہی منھ ہمسے بھی پھیرا

کیا اک مشورہ آپس مین سب نے
زلیخا سے کہا پھر سب نے جا کے

کہ اے بی بی تو عاجز کیون ہی ایسی
بھلا یہ تیری دانائی ہے کیسی

کہ اپنے زرخریدے پر ہو مائل
نہ حاصل کر سکے پھر مقصد دل

اسے اسوقت تک زندان مین کر قید
کہ جب تک بر نہ آوے تیری امید

زنان مصر مین منفعل ہون
ہوئی ہے شہر مین یہ مشتہر بات
رہا باقی نہ میرا نام اور ننگ
یہ بد نامی نہین ہے صرف مجھ تک
صلاح وقت اب یہ ہی کہ یکبارچند
پھرا کر کوچہ و بازار سارا
منادی سب کو یہ جا کر سناوے
کرے گا کام پھر ایسا جو کوئی
جو ہوگی شہر مین یہ بات مشہور
اگر یہ حکم ہووے تو مجھ کو اک بار
عزیز مصر بولا تب یہ سن کر
اسے رہنے دے یا گھر سے نکال
زلیخا ہو کے خوش آنکھی وہان سے
کہ مین اب تجھ سے ہون قربان بیکار
گر اب بھی مجھ سے تو کچھ مہربانی
مرا کہنا اگر مانے تو اب بھی

غرض ہر اک کے آگے مین خجل ہون
زلیخا رہتی ہے یوسف کے اب سات
بہت اب بلیست سے اپنی مین ہون تنگ
تری بھی منہ مین اب لگتی ہے کالک
کرون مین قید خانے مین اسے بند
بجے نقارہ اور یہ ہو ڈھنڈھورا
کرے جو یہ سزا ایسی ہی پاوے
سزا آخر یہی اُس کو ملے گی
خیال بد لوگون سے ہونگے کچھ دور
کرون یہ کام مین اسوقت ناچار
کہ تو مختار ہے یوسف کے اوپر
غرض یوسف ہے اب تیرے حوالے
لگی پھر آکے یوسف سے یہ کہنے
مجھے اس سے زیادہ مت ستارے
مین تجھ پر مرتی ہون اور ہون دیوانی
تو جان بخشی بھی ہو جاویگی تیری

یون ہی اسکی بھی کیجائیگی تشہیر
یہی آخر ملے گی اس کو تعزیر

تماشائی ہوئے سب جمع آکر
لگے کرنے بہم یہ ذکر وان پر

زلیخا نے کیا مفت اسکو بدنام
نہین ہرگز ہوا ہے اس سے یہ کام

فرشتہ خو ہے یہ اور پاک طینت
نہین اس سے ہوئی ہوگی خیانت

غرض سب شہر مین اسکو پھرا کر
اسے پہونچا دیا زندان کے اندر

جو یوسف قید خانے مین در آیا
کہا شکر خدا مطلب بر آیا

مجھے یہ قید خانہ اب ہے اچھا
زلیخا کے تو مین ہاتھون سے چھوٹا

ہوا زندان چمن اسکے قدم سے
بڑہا رونق مین وہ باغ ارم سے

منور ہو گیا سارا وہ زندان
جو زندان مین وہ پہونچا ماہ کنعان

ہر اک قیدی ہوا بس خرم و شاد
کہ گویا ہو گئے زندان سے آزاد

لگین زنجیرین کیا سب جھنجھنانے
خوشی کی سب لگے نوبت بجانے

رہا زندان مین پھر جب جا کے یوسف
زلیخا کو ہوا از بس تاسف

بہت کچھ اپنا دل اسنے کیا سخت
ولے یوسف کا غم اسکو ہوا سخت

نگہبانون کو زندان کے بلا کر
زلیخا نے یہ سمجھایا کہ جا کر

کہ اب یوسف کا سب تم طوق و زنجیر
اتارو جلد ہو نہین بسکہ دلگیر

جدا اک گھر کرو تیار جا کر
بچھاؤ فرش اسمین خوب بہتر

ہوئی دو روز کی فرقت میں ناچار — نہیں معلوم کیا ہو آخر کار
یہی کہہ کہ کے وہ روتی تھی غم سے — زمین پر لوٹتی تھی اس الم سے
یہ چاہا اسنے پھر یوسف کو دیکھے — او رپنے یار کی جا کر خبر لے
منگا کر اسکے پیراہن کو اکبار — لگی پھر سونگھنے خوشبوے دلدار
لباس اور تاج کا پھر بوسہ لے کر — اسے رکھا پھر اپنے رخ کے اوپر
منگا کر پٹکا سینہ سے لگایا — تو پھر اوس کی کمر کا دھیان آیا
وہ کفش نازنین ہاتھوں مین لیکر — لگائے اپنی آنکھوں سے برابر
یون ہی ہر چیز سے ہر دم زلیخا — غلط کرتی تھی اپنا غم زلیخا
ہوئی شاق اسکو یوسف کی جدائی — پشیمانی بہت پھر اسکو آئی
فراق یار نے جب کر لیا تنگ — تو اسکے سرخ چہرے سے اڑا رنگ
وہ چہرہ تھا جو اسکا ارغوانی — ہوا یوسف کے غم سے زعفرانی
جھکا پھر غم سے اسکا قد موزون — ہوئی وہ خشک مثل بید مجنون
سدا زانو پہ اس کے رہتا تھا سر — روان تھے آنکھ سے آنسو برابر
ہجوم غم سے جب اٹھا اسے جوش — بہت گھبراتی جب وہ ماہ گلپوش
تو چڑھ جاتی تھی وہ کوٹھے کے اوپر — یہ کرتی قصد دیون جان گرگر
کبھی جاتی کنوئیں کے پاس وہ زار — ارادہ گرنے کا کرکے وہ اک بار

یوسف علیہ السلام کی جدائی سے اور زندان میں جانا ساتھ رسوائی کے

گیا دن رات کی جب آئی باری
زلیخا کو بڑھی پھر بیقراری

غم یوسف میں وہ ماہ دل افروز
ہوئی پھر آتش فرقت میں دل سوز

ستارے جتنے تھے وہ آسمان پر
پھپھولے تھے زلیخا کے جگر پر

فلک پر تھا جو خط کہکشانی
وہ اسکے چاک دل کی تھی نشانی

تب ہجران سے تھی ہر لحظہ پر غم
شب و روز اسکو تھا اک شغل ماتم

وہ تھی معشوق کی اپنے جو مہجور
تو عالم اسکے آنکھوں میں تھا بے نور

کیا کرتی تھی وہ ہر وقت فریاد
رہا کرتی تھی وہ جینے سے ناشاد

بہاتی اشک جھڑے پر الم سے
کہا کرتی یہ ہر دم درد و غم سے

بچھونا آج ہے کیا حال اس کا
ملے کیونکر مجھے احوال اس کا

بچھایا آج کس نے اس کا بستر
کہاں وہ آج سووے گا سمن بر

کیا ہوگا کسنے روشن خانہ اسکا
ہوا ہو کون واں پروانہ اسکا

اُتارے ہونگے کسنے اسکے کپڑے
کمر آج اسکی کھولی ہو گی کسنے

اُتاری ہوگی کسنے اسکی دستار
وہ کس سے آج ہوگا گرم گفتار

وہ بند آنکھیں جو سونے میں کریگا
تو سہلاوے گا کون اسکے کف پا

کہانی کون آج اس سے کہیگا
اور اسپر کون واں پنکھا جھلے گا

زلیخا ڈھونڈھ لاگ جائے تاریک | دبے پاؤن وہ بیٹھی آکے نزدیک
لگی کہنے کہ سن اے سرو قامت | تری فرقت ہوئی مجھکو قیامت
جدائی نے تری مارا ہے مجھکو | نہین اصلا خبر میری ہے تجھکو
جگر تسو جا سے میرا ہو گیا چاک | ترے غم سے ہون مین ہر لحظہ غمناک
نہین قابو مین مطلق دل ہے میرا | نہ مرتی ہون نہ مطلب ہی بر آتا
نہ ہوتی کاش مین پیدا جہا نمین | تو ہوتی کاہے کو رسوا جہان مین
جو پیدا ہی ہوئی تو کاش مادر | مجھے گھٹی مین سم دیتی ملا کر
دیا تھا دائی نے یا دودھ جس دم | وہ دیدیتی ملا کر دودھ مین سم
قضا میری اگر اسوقت آتی | مصیبت عشق کی مین کیون اٹھاتی
سمائی دل مین جبسے تیری صورت | نہین ہے زندگی کی کوئی صورت
ہے ایسا حال میرا جب کہ جانی | تجھے کرنا تھی لازم مہربانی
یہ بے مہری تری ایجان غضب ہے | نہین معلوم اسمین کیا سبب ہے
مین اب مرتی ہون تیرا نام لیکر | تصدق جان و دل کرتی ہون تجھپر
مگر رہتا ہی تو کیون مجھسے بیزار | سراپا ہی یہ بے انصافی اے یار
زلیخا یون کہا کی حال سارا | سنا یوسف نے لیکن دم نہ مارا
ہوئی جب پھر سحر آکر نمودار | چلی ٹھنڈی ہوا جسوقت اکبار

یوسف علیہ السلام

یہ وہ آنکھین ہین مین صدقے ہون جنپر ۔ پڑی تھین آج جو یوسف پہ جاکر
یون ہی وہ پوچھتی تھی حال سب سے ۔ کیا کرتی تھی ملک و مال صدقے
کہ اسنے اسین سے تھا کچھ بھی کھایا ۔ مجھے بھی یاد کچھ اس نے کیا تھا
یون ہی ہر طرح اسکا پوچھتی حال ۔ کبھی روتی کبھی ہوتی تھی خوشحال
فراغت پوچھنے سے پاتی جس دم ۔ تو چڑھ جاتی تھی کوٹھے پر بصد غم
جھروکے مین وہ جاکر بیٹھ رہتی ۔ ستارون سے وہ یون رو رو کے کہتی
کہ دیکھو وہ نظر آتا جو گھر ہے ۔ اسی گھر مین تو میرا سیمبر ہے
وہ گھر پھر دیکھکر آنسو بہاتی ۔ وہان جانے کے خاطر تلملاتی
رہا کرتا تھا دن بھر اسکا یہ کام ۔ جھروکے مین وہ بیٹھی رہتی تا شام
گذرتا دن تھا اور ہوتی تھی جب رات ۔ وہ یوسف پاس جاتی دل کے سات
زلیخا کا یہی تھا رات دن کام ۔ سوا اس کے نہ ملتا اس کو آرام
وہ محو عشق ایسی نازنین تھی ۔ کہ اپنی بھی خبر اسکو نہین تھی
کبھی خاموش ہوکر بیٹھ جاتی ۔ غشی سے ہوش مین پھر وہ نہ آتی
مگر جب نام یوسف کوئی لیتا ۔ تو آجاتا تھا اسکو ہوش تھوڑا
یہ کہتی ہوش مین وہ جب تھی آتی ۔ مجھے تکلیف کیون دیتا ہے کوئی
مجھے جب ہو بلانا تجھکو درکار ۔ ہلا دینا مرے بازو کو اک بار

وعدۂ پیام رسائی کرنا اونکا حضرت یوسف علیہ السلام سے

ازل سے بخت بندی جسکے ہو سات / تو اسکی ہر جگہ بن جاتی ہے بات
جو سیر باغ کو جاوے خزان مین / تو آجاوے بہار اُس بوستان مین
اگر وہ خاک لیوے ہاتھ مین خشک / تو وہ فی الفور ہو وے نافۂ مشک
قدم زندان مین بھی اُسکا اگر آئے / تو گلزار ارم زندان بھی بن جائے
غرض یوسف جو اس زندان مین پہونچے / تو ہاتھون بڑھ گئے دل قیدیون کے
ہوے سب شادمان فیض قدم سے / ہوے بیدم وہ سب یوسف کے دم سے
کوئی قیدی جو ہوتا اُن مین بیمار / تو یوسف اُسکے ہو جاتے تھے غمخوار
دُعا وہ مانگتے تھے جب خدا سے / وہ چنگا ہوتا تھا اُنکی دعا سے
تہی دستی سے جو ہوتا تھا ناچار / مدد کرتے تھے اُسکی دیکے دینار
جو کچھ صدمہ کسی پر آکے پڑتا / تو یوسف اُسکا تبلاتے مداوا
جو کوئی دیکھتا خواب پریشان / تو یوسف ہوتے تھے تعبیر گویان
غرض وان کا جو تھا شاہ جوان بخت / جو ملک مصر کا تھا مالک تخت
وہان دو قید تھے خاص اُسکے نوکر / عتاب بادشاہی کچھ تھا اُن پر
وہ یوسف سے بہت کرتے تھے اُلفت / تھے محرم اُنکے اور کرتے تھے خدمت
اُنھون نے ایک شب اک خواب دیکھا / ہوا وسواس جس سے دل مین پیدا

مگر وہ شخص زندان سے جو نکلا | یہ عز و جاہ اُس کے ہاتھ آیا
دکھایا نشۂ دولت نے جب جوش | ہوا بے ہوش وہ مانند خرگوش
چڑھا جب اسپ دولت پہ وہ بھول | تو وہ یوسف کی باتین سب گیا بھول
نہ یاد اُسکو رہا یوسف کا کہنا | برس سات اسپہ گذرے وہ نہ چونکا
رہا زندان مین یوسف مائل غم | نہ تھا اُس جا پہ کوئی یار و ہمدم
وہ تنہائی تھی اُسکو کاہش جان | خدا ہی تھا وہان اُسکا نگہبان
ہے اس دنیا کا کچھ عالم نرالا | کہ دشمن دوست ہی ہوتا ہے اپنا
جہان انسان سے برگشتہ ہو تقدیر | تو پھر کیا کام کر سکتی ہے تدبیر
اجابت مین دعا کے لگتی ہے دیر | برا ہوتا ہے بس تقدیر کا پھیر

خواب دیکھنا بادشاہ مصر کا اور ظاہر ہونا احوال حضرت یوسف علیہ السلام کا اور طلب کرنا بادشاہ کا حضرت یوسف علیہ السلام کو واسطے سننے تعبیر خواب کے

عجب کچھ ہے جہان کا کارخانہ | برا اچھا ہے سب کو اک بہانہ
بھلے دن مین بھلی ہوتی ہے سب بات | برے دن مین برے پڑتے ہین آفات
بھلا دن جب کہ ہوتا ہے نمودار | بھلائی عیب سے ہوتی ہے اظہار

کہا تب شہ نے ہاں ای مرد عاقل ‏ ‏ ابھی تو جا پریشان ہے مرا دل

نہایت ہی مین ہون بیصبر و بیتاب ‏ ‏ نجانون رکھے کیا تعبیر یہ خواب

گیا وہ شخص پھر زندان مین اکبار ‏ ‏ کیا یوسفؑ سے وہ خواب اُسنے اظہار

کہا یوسفؑ نے سنکر اُسکو راسے ‏ ‏ کہ ہین یہ سات جو ہین خوشے ورگاے

جو ہین خوشے ہرے اور گاے فربہ ‏ ‏ ہین بیشک نیک سالی سے خبر دہ

کہ ملک مصر مین پہلے برس سات ‏ ‏ بکے گا ناج ارزان عیش کیساتھ

وہ ہین جو خشک خوشے گاے لاغر ‏ ‏ علامت قحط کی یہ ہے سراسر

کہ اسکے بعد سات اور آئینگے سال ‏ ‏ گرانی سے رعایا ہوگی بیحال

بہت دن تک نہین برسیگا پانی ‏ ‏ رہیگی یک قلم مسدود کھیتی

جہان سے دھان ہو جائیگا معدوم ‏ ‏ رہیگا فاقون سے ہر ایک مغموم

برنگ کیمیا بھی گرچہ مردم ‏ ‏ یہان ڈھونڈہینگے تو پاوینگے نہ گندم

غنی درویش سب فاقے کرینگے ‏ ‏ ہزارون لوگ عالم مین مرینگے

پڑیگا قحط سے کچھ ایسا کہرام ‏ ‏ کہ مر جائینگے روٹی کا لے نام

سنی اس شخص نے یہ بات جسدم ‏ ‏ حضور شہ مین وہ آیا بصد غم

کہا سب بادشہ سے جاکے اسرار ‏ ‏ کیا تھا اُس سے جو یوسفؑ نے اظہار

سنا شہ نے تو بولا جلد جا تو ‏ ‏ ہمارے سامنے اُسکو لے آ تو

آزادی حضرت یوسف علیہ السلام کی بندی خانہ سے اور بادشاہت مصر کی اور عزیز کا وفات

کہا یوسف کی کیا دیکھی تھی تقصیر
کرایا اُس کو کیون ہی پابہ زنجیر

اگر تم خوش تھین اُس گل پیرہن سے
عداوت کی یہ کیون اُس سیم تن سے

کیا کیون قید اُسکو کچھ تو بولو
سزا دیتا ہی کوئی شاخ گل کو

کہا اُن سب نے ای شاہ جوان بخت
رہے تجھکو مبارک تاج اور تخت

کہ یوسف سے نہ دیکھا ہمنے زنہار
سوا نیکی کے ہرگز کوئی بدکار

بہر صورت وہ ہی اہل شرافت
عیان چہرے سے ہے شان نجابت

ہر اک تہمت سے ہی وہ صاف اور پاک
کہے جو بد تو اُسکے منہ مین ہو خاک

بدن اُسکا ہے نیکی سے سرشتہ
ہی خوش سر و روح ہی مثل فرشتہ

زلیخا ہی کی ہے یہ سب شرارت
کہ اُسپر اُسنے کی ہی ایسی تہمت

زلیخا بھی وہین بیٹھی ہوئی تھی
چھپی پردے مین یہ سب سُن رہی تھی

پشیمانی سے سر زانو پہ رکھکر
اُٹھائی آنکھ پھر اُسنے نہ اوپر

ہوئی نادم وہ پھر اپنی خطا سے
لگی حق کہنے وہ خوف خدا سے

کہ یوسف کی نہین کچھ اسمین تقصیر
جنون سے میرے وہ ہی پابہ زنجیر

مرے سینے مین ہی جو عشق کا جوش
کیا قید اُسکو مین نے ہوکے بیہوش

جو کچھ احسان کرے اب شاہ کبیر
سزاوار اُسکی ہی یہ نیک اختر

سنا یہ ماجرا شہ نے جو اک بار
ہوئی خندیدگی لب پر نمودار

کمالد جو کھڑے تھے بر سر راہ　　لیے صدقے بحکم شاہ ذی جاہ

ہوئے یوسف جو زندان سے روانہ　　پہن کر خلعت خاص شہانہ

ہوئی ہر سمت سے اُس پر نچھاور　　زر و یاقوت لعل و سیم و گوہر

غریبون مستحقون کی گئی بن　　بھرے اُن کے سرا بر جیب و دامن

قریب بارگہ یوسف جو پہونچے　　بر سم داب وہ گھوڑے سے اُترے

بچھا تھا راہ مین جو فرش مخمل　　لگا چلنے قدم سے تب وہ کل کل

خبر پائی جو شہ نے یوسف آیا　　در دولت پہ ہے تشریف لایا

سنی کیفیت اور جب حال اُسکا　　کیا تب شہ نے استقبال اُسکا

ہوا خوش دیکھکر شاہ اُسکی صورت　　ہوا اُس سے بغلگیر از رہ شفقت

بٹھایا تخت پر اپنے اُسے سات　　کیا از بس تلطف اور مدارات

ہوئے گرم سخن وہ دونون ہی جا　　تو یوسف سے لگا یون پوچھنے شاہ

بتائی خواب کی جو تم نے تعبیر　　کوئی امکان مین ہے اسکی تدبیر

ہماری عقل ہے اس جا پہ عاری　　کہو جو رائے مین آوے تمہاری

کہا یوسف نے ممکن تو ہے تدبیر　　پھرے تدبیر سے شاید کہ تقدیر

مگر محنت بہت ہے اسمین اے شاہ　　بہت لازم ہے اسمین سعی دلخواہ

منادی ملک مین سارے یہ ہووے　　کہ اب ساری رعایا کھیت بووے

نہین کچھ اعتبار اُس کے ستم کا | نہین کچھ اعتماد اُس کے کرم کا
برابر اسکو ہین اقبال و ادبار | بظاہر ہے یہی دونون کا مختار
بشر کو چاہیے ہے اس سے ڈرنا | بھروسا ذات خالق پر ہی کرنا

بتاہ ہونا حال زلیخا کا اور گھر بنانا بیٹون کا حضرت یوسف علیہ السلام کی امین

جو کوئی دلربا پر مبتلا ہو | اُسے گو کیسا ہی رنج و بلا ہو
جہان ہو جائے گرد باے اندوہ | رہے ثابت قدم وہ صورت کوہ
نہین ہیچ حوادث سے اُسے ڈر | ہو جبتک کہ ہم آغوش دلبر
زلیخا چونکہ تھی دل تنگ غم سے | ہوا زرد اسکا چہرہ پھر الم سے
عزیز مصر زندہ جب تلک تھا | ہر اک شے اُسکے دم کو تھی مہیا
میسر تھا اُسے سب جاہ و حشمت | اُسے حاصل تھی سب دنیا کی نعمت
اگرچہ اسکو سب کچھ تھا یہ حاصل | و لے دل اسکا تھا یوسف پہ مائل
یہی اک دل مین اُسکے آرزو تھی | سدا یوسف کی اُس کو جستجو تھی
اُٹھا سر سے عزیز اُسکے جو اکبار | زلیخا ہو گئی مجبور و ناچار
ہوا سب مال و اموال اُسکا برباد | نہ یوسف کی مگر دل سے گئی یاد
خیال یار مین مصروف تھی وہ | بسر کرتی تھی اپنی زندگی وہ

سفیدی سر کے بھی بالون پہ آئی — شکن بے انتہا گالون پہ آئی
وہ زلف مخمل سا جو تھا نرم یکسر — پڑین جھرّی اور آئی زردی اوسپر
وہ بال اسکے کمر تک تھے جو خمدار — گرے آئی سفیدی اونپہ اک بار
وہ ابرو تھے جو دو خنجر سیہ تاب — ملا اوسپر ضعیفی نے سفید آب
گئی آنکھون کی اوسکی روشنائی — اور اسکے دیدو نین کچھ دھند آئی
جڑون سے دانت اسکے گئی پھوٹ — گئین موتی کی لڑیان جیسون وہ ٹوٹ
دہن مین مثل فالودہ ہوئی بات — زبان فرفری کا دیتے لگی سات
نکلتی فرفرا کر بات اوس کی — لرزتی بید سان تھی گات اوس کی
قد اسکا تھا جو مثل سرو خرم — ہوا پشت فلک کی طرح سے خم
قدم کانپنے جھکی جب اسکی کاٹھی — لگی چلنے پکڑ کر تب وہ لاٹھی
مسی کاجل کا شوق اسکا گیا چھوٹ — بڑھاپے نے سنگار اسکا لیا لوٹ
نہ سر پر تاج پاؤن مین نہ خلخال — نہ زیور رنگ مین نے پانو سے منہ لال
کبھی وہ پان کھاتی تو نکلکر — قدم رکھتی زمین پر تو سنبھلکر
نہ تن مین تھا کوئی کپڑا زری کا — ہوا پچکا اور چہرہ اوس پری کا
پھٹی سی سر پہ چادر پاؤن ننگے — لگی بھیک منگون کی صورت پھرتے
پلنگ کس کا کہان کی چارپائی — پرانی سی چٹائی اک بچھائی

[illegible]

گو جب کہ راہ یوسف علیہ السلام پر دیکھنے کو آ کر بیٹھی

زلیخا پتون کا اک گھر بنا کر ۔ رہ یوسف مین بیٹھی پھر وہ جا کر
فغان و نالہ کرتی تھی شب و روز ۔ جگر سے بھرتی رہتی آہ پُرسوز
وہ آہین شعلہ زن ہین جو کہ لب پر ۔ جلا پتون کا سوز آہ سے گھر
سنو یوسف کے ہان تھا ایک گھوڑا ۔ کبھی چھو بھی گیا جس کے نہ کوڑا
براق ایسی تھی شکل و راسکی صورت ۔ بعینہ اُسین دلدل کی کرامت
تو ہی ہیکل گران قیمت سبک خیز ۔ صبا کی چال سے اُسکا قدم تیز
وہ تھا جولانیون مین مثل تقدیر ۔ تھا بالکل دست قدرت کی وہ تصویر
اگر اک جست کرتا وہ جہان سے ۔ نکل جاتا وہ ساتون آسمان سے
قدم سے آئی دلدل کی سی آواز ۔ تھا شور حشر جسکا پاے انداز
گریزان شور سے اُسکے جو تھا شیر ۔ تو اُسکے زور سے تھے دیو تک زیر
ہوا اُس دن سے نقرہ اسکے ہمسنگ ۔ ہوا جب سے کہ اوس کا نقرئی رنگ
اُسی پر کرتا تھا یوسف سواری ۔ کہین جب چلنے لگتا ایک باری
جُدا ہوتا وہ جب لشکر سے ناگاہ ۔ کہین جب بھول جاتا وہ ہان راہ
لگاتا ایک پھر آواز اوس دم ۔ تو لشکر آکے ہوتا اُس سے باہم
سواری یون جو یوسف کی نکلتی ۔ صدا سنکر زلیخا بادپا کی

یہ کہکر پھر ہوئی بیہوش وہ زار — زمین پر گر پڑی جون نقش دیوار
کٹے اس طرح بھی اس کو بہت روز — رہی غم سے زلیخا محنت اندوز

طلب کرنا زلیخا کا بت سے نور آنکھونکا واسطے دیکھنے جمال حضرت یوسف علیہ السلام کے ور نپانا مراد کا اور توڑنا اس بت کا پھر طلب کرنا حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کو

کہین عاشق کو بھی ہوتا ہی آرام — سوائے بیقراری صبح اور شام
ہمیشہ آتش دل شعلہ زن ہے — ہمیشہ داغون سے گلزار تن ہے
تمنا بڑھتی ہے ساعت بساعت — ترقی پر ہے ہر دم درد و کلفت
غرض ان وقتون کے بعد اکبار — زلیخا کو بڑھا پھر شوق دیدار
کہا بت سے کرکے بت سے زاری — تری پوجا مین گذری عمر ساری
اگر ہے واقعی تجھ مین خدائی — تو دے آنکھون مین میری روشنائی
کہانتک مین رہون یوسف سے مہجور — اسے دیکھون جو دے آنکھون مین نور
مرا یہ حال تجھ سے کب چھپا ہے — یہی مقصد یہی اب مدعا ہے
یہ تقریر کرکے سر با چشم گریان — دعا کرنے لگی وہ سینہ بریان
کہا اپنی عاجزی اور انکساری — دعا مانگی سحر تک کرکے زاری

وضو کرنے لگی وہ آنسوؤن سے — لگی خالق سے وہ یون عرض کرنے
کہ تو ہے رازدار پردہ داران — گنہ بخشندۂ امیدواران
بت و بت ساز سب تیرے ہین بندے — جیسے دیکھو وہ ہے تیرے بھروسے
خدایا بت پرستی سے ہون نادم — پشیمان ہون تجھے ہے رحم لازم
معاف اب کر مری یہ خود پسندی — یہی اب چاہتی ہے تیری بندی
یہی اب تجھ سے کرتی ہون مناجات — کہ اے حاجت روائے اہل حاجات
مرا اب غم سے خاکستر ہوا دل — مراد دل مری ہو جلد حاصل
دعا مانگی یہ سب با آہ و زاری — بہت روئی بہت کی بیقراری
رہی سجدے مین پھر سر کو جھکائے — زمین پر خون کے آنسو بہائے
زلیخا کو یون ہی وہ رات گذری — ہوا دن روشنی عالم مین پھیلی
زلیخا آکے پھر بیٹھی سر راہ — سواری آئی جب یوسف کی ناگاہ
سواری جیسے ہی آئی برابر — زلیخا کہہ اٹھی یہ غل مچاکر
عجب وہ خالق ارض و سما ہے — عجب وہ دستگیر بینوا ہے
کہ کل دیکھا تھا جسنے اس کو محتاج — ہوا ہے آج یہ اک صاحب تاج
سنی یوسف نے جب یہ اسکی تقریر — تو فوراً کر گئی کچھ دل مین تاثیر
اسی دم چوبدارون کو بلایا — تقید کر کے یہ اُن کو سنایا

کہا یوسفؑ نے ہاں لے آؤ اندر
میں دیکھوں کون ہے اور کیوں ہے مضطر

اُسی دم چوبداروں نے بلایا
کہا طالع ترا نیکی پہ آیا

ہوئی خوش اور زلیخا گھر میں آئی
نہایت ہی ہنسی اور کھلکھلائی

دہن اسکا جو تھا دانتوں سے خالی
عجب سج اُسنے ہنسنے میں نکالی

خوشی اُس نے عجب طرح سے ادا کی
ادا کے ساتھ یوسفؑ کو دعا دی

کہ یہ قائم رہے سب جاہ و حشمت
خدا اس سے بڑھاوے تیری شوکت

تعجب دل میں یوسفؑ کے ہوا تب
نہیں کھلتا ہنسی کا اسکی مطلب

غرض یوسفؑ نے پوچھا نام کیا ہے
کہاں رہتی ہے تو اور کام کیا ہے

کہا میں وہ ہوں دیکھی جسکی صورت
بھلائی دل سے اپنے سب کدورت

لٹایا تیرے اوپر مال اور گنج
گوارا اپنے اوپر سب کیے رنج

جوانی گذری اور دل میں رہی آس
بنی بڑھیا کھڑی ہوں میں ترے پاس

ہوئی میں اس طرح سے تیری مدہوش
کیا تو نے مجھے کیونکر فراموش

زلیخا نام ہے میں ہوں وہ بیکس
بہت تھی عشق کے ہاتھوں جو بیبس

کہا یوسفؑ نے تب یہ اے زلیخا
کہ کیا احوال تیرا اب ہے زلیخا

زلیخا خوش ہوئی اُس نے سنا جب
کہ میرا نام یوسفؑ نے لیا اب

نہایت ہی خوشی نے جب کیا جوش
زلیخا ہو گئی دم بھر میں بیہوش

وہی مقصد اُسکے تو یہ شادمان ہو — کھلیں آنکھیں زلیخا پھر جوان ہو
ہوئی مقبول یوسفؑ کی مناجات — زلیخا کی بر آئیں ساری حاجات
فلک سے اُسکے اوپر نور چمکا — بشکل ماہ چہرہ اوسکا دمکا
ہوئے مشکی وہ پھر کافور سے بال — ہوئے چکنے وہ سب سکڑے ہوئے گال
ہوا گلرنگ عارض مثل گلشن — عجب کچھ آگیا چہرے پہ روغن
بدن پر آیا رنگ ارغوانی — بہار آئی گئی فصل خزانی
ہوا قد اُس کا مثل سرو آزاد — خمیدہ سے بشکل قد شمشاد
جوانی کا پھر آیا اُسپہ عالم — بڑھاپے کو ہوا اُسکے بہت غم
سوا چالیس سے جب تھا سن اُسکا — تو چلہ اُسکے ابرو نے چڑھایا
پھر آئی پتلیوں میں آبداری — مژہ کرنے لگی پھر تیر باری
گندھے پھر دانتوں کی لڑیوں میں موتی — اُنھوں نے لعل کو شرمندگی دی
گئی دولت ملی اُسکو خداداد — بنی اکبارگی پھر وہ پریزاد
ملی عمر اُسکو پھر حرص و ہوس کی — زلیخا پھر ہوئی بارہ برس کی
کہا یوسفؑ نے اب کیا چاہتی ہے — تمنا تیری کیا باقی رہی ہے
کہا اب صرف یہ ہے مقصد دل — کہ تیرا وصل بھی ہو مجھکو حاصل
رکھوں داغ جگر پر اپنے مرہم — رہوں اب زندگی بھر تیری ہمدم

بچھین فرش تمامی اور مخمل
جو سیم و زر سے بالکل ہون مکمل

کرے ہر ایک گھر مین عام دعوت
منگائے یا نئے جو کچھ ہو ضرورت

پہر کی طیاری پھر اپنے محل کی
کہ جنت دید سے جس کی خجل تھی

بچھایا فرش سب گھر مین بخوبی
مشجر کارچوبی بند رومی

شب اندر روز کی مسند سراسر
لگی موقع سے ہر درجے کے اندر

تھے تکیے اونمین کمخاب و زرزری کے
گلابی قرمزی ہر رنگ کے رکھے

امیرون اور رئیسون کو بلایا
ہر اک کو وان قرینے سے بٹھایا

جو مستورات خاص آئی تھین دلپذیر
کیا گلزار اونھون نے گھر کے اندر

ہر اک رشک پری ہم طلعت حور
عجب چہرے پہ تھا ہر ایک کے نور

زری زربفت کے جوڑے بدن مین
لگائے عطر تھی ہر ایک تن مین

مرصع پہنے تھی ہر ایک زیور
مغرق سب جواہر مین تھین یکسر

وہ گلروئین جو بیٹھین آکے اکبار
مکان پھر کو بنایا رشک گلزار

مرصع عطردان بھی لاکے رکھے
جڑاؤ پاندان بھی آگے رکھے

چنبیلی بیلے کے منگوائے پھر ہار
تھے پٹے بادلے کے جنمین سب تار

بنا کر موتی کا مقیشی مالا
گلے مین تھا ہر اک بی بی کے ڈالا

ہوا گانا بجانا وان پھر آغاز
ہوا ہر ایک باجا زمزمہ ساز

جو مہانون کو کھانے کو بلایا ۔ مسلسل سب کو تورون پر بٹھایا
بنے تھے اس طرح چوکی کے جوڑے ۔ فرشتہ دیکھ جن کو منھ نہ موڑے
ورق پوش اسکی سونے کی رکابی ۔ رکابی کاسے کو تھی آفتابی
بھرے تھے خوان میوونسے جہان کے ۔ ہر اک مین رکھے تھے جنت کے کھانے
جڑاو ٹرے سب تورون کے اوپر ۔ لگے یاقوت و گوہر جن مین یکسر
ہوا کھانے سے ہر مہمان جب سیر ۔ دیا پان اور سنہ کی یوسف نے پھر دیر
اٹھا مجلس مین بیٹھا آکے بہوش ۔ لگا پھر ناچ ہونے خوب دلکش
گھڑی دو چار جب باقی رہی رات ۔ گئے یوسف محل مین عیش کے سات
قدم جیسے ہی رکھا گھر کے اندر ۔ ہر اک عورت نے کی اس پر نچھاور
رکھی مسند کی چوکی انکے آگے ۔ بٹھایا نوشہ یوسف کو بناکے
ہوئین چارون طرف نسبت بیان جمع ۔ بنین پروانہ وہ یوسف بنا شمع
کھڑی جو بیبیان تھین شوخ و چنچل ۔ انھون نے آ بنے پر ڈالا آنچل
کسیریا ایک جوڑا لاکے نیا سا ۔ گل و عطر اور عنبر سے بسایا
پنھایا یوسف گلرو کے تن مین ۔ بہار زعفران آئی عدن مین
حسد یہ دیکھکر ہر اک کو آیا ۔ کہ یہ دولھا زلیخا کا بنے گا
اٹھائی تشتری مسند کی اسدم ۔ زلیخا کے لگائی ام سنے جاکے

جو وہ آیا ہوئی مجلس اجالی ہر اک کی آرزوے دل نکالی
سمان پھر بندھ گیا اک رنگ کا سب صدا آنے لگی مردنگ کی تب
لگا پھر ناچ ہونے وانپہ اک بار وہ مجلس ہو گئی سب رشک گلزار
تھا یوسف کا ہے کو وہ اک پری تھی عجب جو سوندھی خوشبو مین بھی تھی
وہ جوڑا زعفرانی پہنے تن مین ادا و ناز تھا سارے بدن مین
بدن مین وہ جو جوڑا کیسری تھا سراپا مائل جادوگری تھا
تھے اسکی دید سے سب زرد رخسار بسنتی یا کہ تھا عالم نمودار
زلیخا بھی غرض اُس دم نہائی بدن کی اپنے کی اُسنے صفائی
سنگار اپنا کیا خوب اُس پری نے اور اپنے بال پھر اُسنے سنوارے
پروئے ہر سر مو مین جو موتی تو موباف اسمین مقیشی گندھائی
لگا کر آنکھ مین پھر اُسنے کاجل بنی سرمہ لگا کر پھر وہ چنچل
کیا مسی نے دانتون مین جدا قہر پری کھاتی تھی جسکو دیکھ کر زہر
نئی پشواز پھر اُسنے نکالی بنی تھی موتیون کی جسمین جالی
لگا تھا گوٹہ پٹھا اور کناری بنی تھی اوسکی بس پوشاک بھاری
پہن کر پھر وہ جوڑا ماہ رخسار گلے مین موتیون کے ڈال کر ہار
جو پہنا پائجامہ بند رومی پری نے اُسکی ایڑی آکے چومی

لگے جب چھوٹنے بان اور ہوائی / فلک پر روشنی اک بار چھائی

تماشے تھے بھوچنپے کی نشانی / اُبلتی تھی زمیں سے شادمانی

محل میں چھوٹی آتشبازی اک بار / محل بھر ہو گیا پھر رشک گلزار

بہار دن کی زبس گرمی ہوئی تیز / ہوئی اکبارگی ہتھ پھول گلریز

کیا روشن محل دیپک نے سارا / پتنگوں کا ہوا عشق آشکارا

ہوئی شادی کی گرمی جیتنابی / بنی پھر ماہتابی آفتابی

پٹاخے چادرو نکلے جبکہ چھوٹے / ہزاروں رنگ کے گل بوٹے نکلے

تماشا کیا ہی چرخی نے کیا تھا / کہ جس سے چرخ چکر میں پڑا تھا

محل میں جب کہ آیا وہ سمن رو / کیا آ کر دلھن کا گرم پہلو

بہم جب بیٹھے وہ دو ماہ طلعت / تھے برج عشق کے نجم سعادت

پھر اُس دم آرسی مصحف منگایا / دولھن کو سورۂ یوسف دکھایا

زلیخا دیکھکے یوسف کا رخسار / بنی تصویر کی صورت وہ اکبار

وہ صورت دیکھکر اُس مشتری کی / زبس حیران مثال آرسی تھی

ہوئی بیہوش وہ دُرغش میں آ گئی / نظر آئی وہ جب شان خدائی

پڑی نوبات کی پھر لگے واں بات / زلیخا نے رکھا زانو پہ تو بات

زبان پر حرف نوشہ بھی نہ لایا / وہ باتوں باتوں ہی نوبت کو کھایا

زلیخا کے پھر آیا دل کو کچھ چین / ہوئی صبح سعادت اسکو بھر بین
ملا جب گنج یوسفؑ کو امانت / کہا یوسفؑ نے سن اے ماہ طلعت
امانت کی طرح اب تک رہا یہ / عجب مجھکو زیادہ تر ہوا یہ
کہا اُسنے تعجب اسمین کیا ہے / خدا کے فضل سے پہنچ رہا ہے
عزیز مصر کو مجھسے نہ تھا کام / ہوئی تھی مفت اُسکے ساتھ بدنام
مجھے شکر خدا کرنا بجا ہے / کہ میرا منھ اجالا اب ہوا ہے
ہوئے خرسند یوسفؑ سنکے یہ بات / خوشی اور خرمی مین کٹ گئی رات
زلیخا تھی جو اُسیر دل سے مائل / تو مقصد ہوگئے سب اُسکے حاصل

گذران کرنی حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا کیساتھ اور عبادت گاہ بنانی اُسکے لیے

رہا جو عشق مین ثابت قدم ہے / یونہی دلبر سے وہ ہوتا بہم ہے
یونہی بنتے ہین آخر اُسکے سب کام / بھلا آغاز سے ہوتا ہے انجام
زلیخا عشق مین تھی جب کہ یکی / ہوئین حاصل مرادین اُسکے دلکی
لڑکپن سے بڑھاپے تک وہ دائم / رہی تھی عشق بازی ہی مین قائم
تھی طفلی ہی مین مشق عشق بازی / سدا گڑیون سے وہ کرتی تھی بازی
بناتی دونون گڑیان کی تھی / بناتی اک کو معشوق اک کو عاشق

ورو دیوار اُسکے سب طلاکار | کہ جس سے خلد شرمندہ ہو اکبار
بچھایا اُس مین تخت پر جواہر | عبادت کا رکھا سامان منگا کر
زلیخا کو وہان یوسف نے لا کر | اور اُسکو تخت پر اسپے بٹھا کر
کہا یہ ہے یہان لانے سے مطلب | کہ اُس تصویر خانے سے چلا جب
تو نکلا چاک دامن جو نسے مین تھا | تو اپنے دل مین کر یاد اے زلیخا
مین شرمندہ جو ہون تجھسے نہایت | غلامانہ مین ہون ممنون منت
مین اس شکرانے مین دیتا ہون یہ گھر | تو ہے مختار اس گھر کی سراسر
خوشی سے اسمین رہ اور کر عبادت | خدا سے صاف رکھ تو اپنی نیت
کرے تو جتنی طاعت اُسکی کم ہے | کیا اُسنے بہت تجھپر کرم ہے
عطا کی بعد پیری پھر جوانی | دیا سب تجھکو لطف زندگانی
تجھے دی اُسنے پھر شان امیری | کہ دولت تجھکو دی بعد از فقیری
جو پائی اے زلیخا ایسی توفیق | تو ثواب اُسکی طاعت کر بتصدیق
ہوئی سُنکر زلیخا بھی یہ خرسند | ہوئی پھر طاعت حق مین جو پابند
خیال آیا یہ دل مین اُس پری کے | ہوا دل مین یقین اُس مشتری کے
کہ دنیا ہیچ ہے بالکل فنا ہے | جو باقی ہے یہان ذات خدا ہے
بھروسا کچھ نہین ہے زندگی کا | بھلا ہے اس سے کرنا بندگی کا

اُٹھے یوسفؑ وہین یہ دیکھکر خواب | زلیخا سے کہا با چشم پُر آب
ہوئی بیتاب سنتے ہی زلیخا | بہایا آنکھ سے آنسو کا دریا
کہا دائی سے بلوا کر کہ مادر | جدائی اب ہے یوسفؑ کی مقرر
کیا اُس خواب مین یوسفؑ نے جو غور | ہوا اُنکا بھی دل کچھ اور سے اور
اوٹھایا دل وہین دنیا سے اپنا | کیا سامان اُنھون نے آخرت کا
اگرچہ دل مین تھی یہ بات آئی | وے آنکھ اسکی پہلے ڈبڈبائی
عبادت گاہ مین آخر وہ آکر | خدا کی بندگی مین سر جھکا کر
پڑھین شکرانے کی دو رکعتین تب | کہا دل میرا گھبراتا ہے یارب
نہین حسرت کوئی ہے یا ملین قی | کرم سے بھر گیا تیرے سراجی
پھر اب دل مرادار فنا سے | مجھے کر آشنا آب بقا سے
مین اب دنیا سے دمسے ہون بہت تنگ | مجھے رہنا یہان ہے اب بہت ننگ
زلیخا دیکھکر یوسفؑ کی زاری | گرے ہی آنسو کیے آنکھونسے جاری
یقین کرنے لگی وہ غیرت حور | کہ یوسفؑ کی دعا تو ہوگی منظور
سبب یہ ہے کہ کی جو جو دعا ہے | بفضل حق وہی فوراً ہوا ہے
گئی حجرے مین اور در بند کرکے | لگی پھر تو زلیخا خوب رونے
کہا اے کردگار ہر دو عالم | تو ہی ہے صانع ہر جنس و آدم

انھوں نے آکے پھر یاں زینت وزیب — نکالا جیب میں سے اپنی اک سیب
دیا یوسفؑ کو جب یوسفؑ نے سونگھا — تو نکلی روح تن سے بے محابا
زلیخا رو اُٹھی یہ دیکھکر حال — طمانچے مُنھ پہ مارے نوچے پھر بال
لہو ہر اک بن مو سے تھا جاری — اُجاڑی اُس نے سنبل کی کیاری
جو چہرے پر تھا اُسکے لالے کا رنگ — ہوا وہ کاسنی کی طرح دلتنگ
گریبان کر لیا دامن تلک چاک — رنڈاپے کے سبب مُنھ پر ملی خاک
پھر اپنی زلفوں کو چہرے پہ لائی — اور اپنی ماتمی صورت بنائی
پھر اپنی ناک سے وہ نتھ اُتاری — اُسے ہاتھوں میں لیکر آہ ماری
گلے سے پھینکا پھر موتی کا مالا — اُتارا کان سے سونے کا بالا
پھر اُسنے ایک پتھر کو اُٹھا کر — کیا چُور اُسنے اپنا سارا زیور
بدن سے اپنی وہ پوشاک اُتاری — پھٹی چادر بدن پر اک لپیٹی
پھر اُس نے اپنے سب کپڑے منگا کے — لگا دی آگ سب بالکل جلائے
زلیخا ہو گئی دیوانی اک بار — کیا اس غم نے اسکو زار و ناچار
سواری پھر زلیخا نے منگائی — مزار حضرت یوسفؑ پہ آئی
جو دیکھا تو ہے مٹی کا بڑا ڈھیر — لیا دامن سے پھر اُس ڈھیر کو گھیر
ہوئی بے ہوش سینے سے لگا کر — بہائے اشک خونیں اُسنے اُس پر

پڑی اُس ملک میں پھر قحط سالی — ہوا پر اک اسیر تنگ حالی
جہان سے جبکہ ایسے لوگ اٹھ جلین — نہ کیون پھر آئین اس طرح کی آئین
عجب معشوق و عاشق تھے وہ ہمدم — رہے بعد فنا بھی جو کہ با ہم
نہ چھوڑی قبر تک بھی آشنائی — گوارا کی نہ اک دم کی جدائی
عجب تھی عشق مین قائم زلیخا — کہ مر کر پاس یوسف کے ملی جا
محبت مین عجب صادق تھی ہیہات — کہ بعد از مرگ بھی چھوڑا نہین سات
ہزارون آفرین کیون ہو نہ اُنپر — کہ دونون واقعی تھے پاک جوہر
نگر تا عشق اگر دونون کو مجبور — تو قصہ کس طرح ہوتا یہ مشہور
پیا دونون نے آب زندگانی — ملی اُن کو حیات جاودانی

خاتمہ کتاب کا ہی تسکین بخش دل بیتاب کا ہے

ہزارون شکر یہ رنگین کہانی — ہوئی انجام با شیرین زبانی
کشاکش مین پڑا تھا جو مرا دل — اب اُسکے نظم سے فارغ ہوا دل
بہت تھا قافیے کی فکر سے تنگ — رہی فکر یو زبان مین تنگ جنگ
مدد کی فکر ہی نے آکے اک بار — ہوئی رنگین کہانی تب یہ تیار
کہون کس منھ سے مین ہمت قلم کی — کہ لی اُسنے نہ فرصت ایک دم کی
دکھائی اُسنے وہ چابک سواری — کہ اس میدان سے نکلا یکباری

رہے حفظ و امان مین تیری دائم | رہے عالم کا جب تلک نام قائم
فگار اب تجھکو خاموشی ہے بہتر | نہ دے اب طول قصہ مختصر کر
گئی آنکھون سے نیند اب ناگہانی | تمام اب ہو گئی ساری کہانی

خاتمہ الطبع

بفضل وکرم خالق ذو الجلال ایزد بے ہمال یہ سچی کہانی مذکور شریف قرآنی جس کی نسبت احسن القصص خود اللہ تعالے نے فرمایا ہے عبرت اور عصمت کا جلوہ دکھایا ہے چنانچہ سب سے پہلے مولانا محمد عبد الرحمن جامیؒ نے اسکو زبان فارسی مین نظم فرماکر اس کا نام یوسف زلیخا رکھا پھر اردو والون کے ازدیاد شوق سے اس کا ترجمہ کیا گیا بلکہ اس قصہ کو اگلی اردو کی زبان مین حضرت فگار نے نظم فرمایا تھا لیکن اکثر موقع پر وہ حال کی زبان سے بہت غیر مانوس تھا بدین خیال اس کی درستی کرکے اور داستان باز آمدن اخوان پیش پدر واز مکر نام گرگان گرفتن کی مضمون کہ ایک نسخہ قلمی بزبان فارسی مین دستیاب ہوا تھا

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD